بسم اللہ الرحمن الرحیم

اے ایمان والو:
داخل ہو جاؤ اسلام میں پورے پورے
اور نہ چلو شیطان کے نقشِ قدم پر
بے شک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔ (بقرہ، آیت 208)

مومنہ عورت

قرآن وسنت کی روشنی میں

مرتبین
حضرت مولانا حافظ اشرف مجددی صاحب
حضرت مولانا صوفی محمد علی نقشبندی صاحب

مجلس تع... ...یہ سیالکوٹ

فون: 0300-7148994, 052-3251719

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اے ایمان والو! داخل ہو جاؤ اسلام میں پورے پورے اور نہ چلو شیطان کے نقشِ قدم پر بے شک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔

(بقرہ آیت ۲۰۸)

مومنہ عورت

قرآن وسنت کی روشنی میں

مرتبین

مولانا حافظ محمد اشرف مجددی صاحب

مولانا صوفی محمد علی نقشبندی صاحب

ناشر

مجلس تعلیمات مجددیہ سیالکوٹ

فون: ۳۲۵۱۷۱۹ موبائل: ۰۳۰۰۷۱۴۸۹۹۴

نام کتاب	مومنہ عورت
مرتبین	مولانا حافظ محمد اشرف مجددی صاحب
	مولانا صوفی محمد علی نقشبندی صاحب
سن اشاعت	صفر ۱۴۳۰ھ فروری ۲۰۰۹ء
کمپوزنگ	مجددیہ کمپوزنگ سنٹر مدینۃ العلم جامعہ مجددیہ
	نور آباد سیالکوٹ: فون ۰۵۲۳۲۵۱۷۱۹
ناشر	مجلس تعلیمات مجددیہ نور آباد سیالکوٹ
	فون ۰۵۲۳۲۵۱۷۱۹

ملنے کے پتے

مدینۃ العلم جامعہ مجددیہ نور آباد فتح گڑھ سیالکوٹ: فون ۳۲۵۱۷۱۹

صوفی محمد علی نقشبندی لاثانی منزل شہاب پورہ سیالکوٹ

اسلامی کتب خانہ اقبال روڈ سیالکوٹ

جاوید اختر نور آباد سیالکوٹ

فہرست

اے ایمان والو!

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: یَـٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَوَلَّوْا عَنْهُ وَاَنْتُمْ تَسْمَعُوْنَ (انفال ۲۰)

ترجمہ: اے ایمان والو! اطاعت کرو اللہ کی اور اسکے رسول کی اور نہ روگردانی کرو اس سے حالانکہ تم سن رہے ہو۔

دوسرے مقام پر ارشاد ربانی ہے۔

وَمَنْ یَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَیَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ یُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِیْهَا وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِیْنٌ (النساء، ۱۴)

ترجمہ: اور جو نافرمانی کرے گا اللہ اور اسکے رسول کی اور تجاوز کرے گا اللہ کی (مقررہ) حدوں سے، داخل کرے گا اسے اللہ آگ میں ہمیشہ رہے گا اس میں اور اس کے لیے عذاب ہے ذلیل کرنے والا۔

ہم نے اس کتاب میں قرآن پاک اور نبی کریم ﷺ کے ارشادات مختصر طور پر درج کردیے ہیں۔ آپ ان کو پڑھ کر عمل کر کے جنت حاصل کریں یا نافرمانی کر کے آپ دوزخ میں جانا پسند کریں تو یہ آپ کی مرضی ہے ہم نے اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول کے احکام پہنچا دیئے۔

دعا ہے کہ ہم سب مسلمان مردوں اور عورتوں کو اللہ تعالیٰ نیکی کی توفیق عطا فرمائے اور برائی سے بچائے

آمین بحرمة النبی الکریم

صلی اللہ علیہ وسلم

جنتی عورت کون ہے؟

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: اَلَا اُخْبِرُکُمْ بِنِسَائِکُمْ فِی الْجَنَّۃِ؟ قُلْنَا بَلٰی یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ! وَدُوْدٌ وَّلُوْدٌ اِذَا غَضِبَتْ اَوْ اُسِیْءَ اِلَیْھَا اَوْ غَضِبَ زَوْجُھَا، قَالَتْ: ھٰذِہٖ یَدِیْ فِیْ یَدِکَ لَا اَکْتَحِلُ بِغَمْضٍ حَتّٰی تَرْضٰی. رواہ الطبرانی

(ترغیب ۳/۵۶،۵۷)

ترجمہ:۔حضرت انس بن مالکؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا میں تم کو تمہاری عورتوں میں سے جنتی عورت کے بارے میں نہ بتادوں؟ (وہ کون ہے) ہم نے کہا: جی ہاں یارسول اللہ! آپ نے فرمایا شوہر سے محبت کرنے والی زیادہ بچے جننے والی، جب وہ غصہ میں آجائے یا اسے برا بھلا کہہ دیا جائے یا اس کا شوہر ناراض ہو جائے تو یہ عورت (شوہر کو راضی کرتے ہوئے) کہے: میرا ہاتھ تمہارے ہاتھ میں ہے، میں اس وقت تک نہ سوؤں گی جب تک کہ تم راضی نہ ہو جاؤ گے۔

تشریح:۔اس حدیث پاک میں جنتی عورت کی صفت بیان کی گئی ہے کہ جنت میں جانے والی یہ عورت ہے، جس میں یہ اوصاف ہوں۔

(۱) وَدُوْدٌ: شوہر سے محبت کرنے والی، محبت وچین کا تعلق اپنے شوہر سے وابستہ ہو، اسے ناراض چھوڑ کر الگ بیٹھنے والی نہ ہو، محبت کا یہ فائدہ ہوگا کہ دوسرے کی جانب اس کا خیال اور دھیان نہ جائیگا اور محبت کی وجہ سے شوہر کی طرف سے کوئی تکلیف دہ بات ہوگی تو اسے برداشت کر لے گی، محبت کی وجہ سے کڑوی بات بھی میٹھی ہو جاتی ہے اس طرح گھر

کا نظام بھی اچھے طریقے سے چلتا ہے اور ہر ایک کو سکون ملتا ہے۔ عورت جب محبت اور پیار کا برتاؤ کرے گی تو سخت مزاج مرد بھی متاثر ہو کر دل میں اسے جگہ دے گا اور وہ بھی محبت کی بنیاد پر نامناسب باتوں کو برداشت کرتا رہے گا اور گھر کا نظام اچھی طرح چلتا رہے گا۔ کیا آج کی ماڈرن عورتیں ایسا کر سکتی ہیں؟ ان کا حال تو یہ ہے کہ اگر شوہر ناراض ہو اور اس کا ناراض ہونا حق بجانب ہو تو بھی بیگم صاحبہ پوچھیں گی بھی نہیں، مزے سے بے خبر سو جائیں گی۔ اگر آج بھی اسلامی تعلیم کے مطابق عمل کریں تو گھر سکون و آرام کا گہوارہ بن جائے۔

(۲) وَلُـوْدٌ : زیادہ بچے جننے والی عورت قابل تعریف اور اللہ و رسول کے نزدیک بہت پسندیدہ ہے، اسی لیے سرکار دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ زیادہ بچے جننے والی عورت سے شادی کرو، شادی کا اہم ترین مقصد سلسلہ نسل کو بڑھانا ہے اور امت کے افراد کا زیادہ ہونا ہے۔

اس سے معلوم ہوا جو لوگ بچے چاہتے نہیں یا کم سے کم چاہتے ہیں تا کہ عیش و عشرت میں زندگی گزاریں اور محنت و مشقت سے بچے رہیں یہ اللہ تعالی اور رسول اللہ ﷺ کے نزدیک ناپسندیدہ ہے، ہاں مرض اور بیماری کی وجہ سے بچے کم ہوں یا نہ ہوں تو دوسری بات ہے، عموماً انگریزوں کا مزاج ہے کہ وہ بچے بالکل نہیں چاہتے یا ایک دو سے زیادہ نہیں چاہتے تا کہ ان کے عیش و آرام میں خلل نہ ہو، اور سیر و سیاحت میں آزاد ہوں، اللہ کی پناہ، اولاد اور اس کی کثرت بڑی نعمت اور ثواب کی بات ہے۔ رسول اللہ ﷺ: زیادہ بچے جننے والی عورت سے شادی کرو، میں تمہاری کثرت پر قیامت کے دن فخر کروں گا، امت کا زیادہ ہونا آپ ﷺ قیامت میں فخر کی بات ہے۔

رہی یہ بات کہ بچوں کی کثرت غربت کا سبب ہے سو یہ غلط ہے، بچے اچھے ہوں گے ان کی تعلیم وتربیت اسلامی طریقہ پر ہوگی اور وہ لائق اور دیندار ہوں گے تو یہ خوشحالی اور سکون کا باعث بنیں گے، دکھ اور پریشانی تو غلط تعلیم وتربیت کی وجہ سے ہوتی ہے۔

خیال رہے کہ بچے اور اولاد والدین کے حق میں دین ودنیا کی بھلائی کا باعث، صدقہ جاریہ اور اجر وثواب کا باعث ہیں۔

حدیث پاک میں ہے کہ حضور ﷺ نے عورتوں سے فرمایا: تم اس بات پر راضی نہیں کہ جب تم میں سے کوئی اپنے شوہر سے حاملہ ہوتی ہے اور شوہر اس سے راضی ہو تو اس کو ایسا ثواب ملتا ہے جیسا کہ اللہ کے راستے میں روزہ رکھنے والے اور شب بیدار کو ثواب ملتا ہے، اور جب اس کو بچہ کی ولادت پر درد ہوتا ہے تو اس کے لیے (جنت میں) جو آنکھوں کی ٹھنڈک کا سامان ہوتا ہے اسے آسمانوں اور زمین کے فرشتے بھی نہیں جانتے اور پیدائش کے بعد جب بچہ ایک گھونٹ بھی دودھ پیتا یا چوستا ہے اس پر ماں کو ایک نیکی ملتی ہے، اگر بچہ کے سبب سے رات میں جاگنا پڑ جائے تو اللہ کی راہ میں ستر غلاموں کے آزاد کرنے کا ثواب ملتا ہے۔ (کنزالعمال ۱۶/۴۱۱)

جنت میں داخلہ

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: اِذَا صَلَّتِ الْمَرْاَۃُ خَمْسَھَا وَصَامَتْ شَھْرَھَا وَحَفِظَتْ فَرْجَھَا، وَاَطَاعَتْ زَوْجَھَا، قِیْلَ لَھَا: اُدْخُلِي الْجَنَّۃَ مِنْ اَیِّ اَبْوَابِ الْجَنَّۃِ شِئْتِ. رواہ احمد والطبرانی (ترغیب ۵۲/۳)

ترجمہ:۔حضرت عبدالرحمان بن عوفؓ نے بیان کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: عورت جب اپنی پانچ نمازیں پڑھتی ہے اور اپنے (رمضان کے) مہینے کے روزے رکھتی ہے اور اپنی عصمت وعزت کی حفاظت کرتی ہے اور شوہر کی فرمانبردار رہتی ہے تو اسے (قیامت کے دن) کہا جائے گا کہ تو جنت کے جس دروازے سے چاہے داخل ہو جا۔

تشریح:۔عورتوں کے لیے کتنی بڑی فضیلت اور مرتبہ کی بات ہے کہ جنت میں داخل ہونے کا کس قدر آسان نسخہ ہے، عام طور پر عورتیں نماز میں کوتاہی کرتی ہیں، پڑھتی نہیں یا چھوڑ کر پڑھتی ہیں یا سستی سے وقت گزرنے کے بعد پڑھتی ہیں، بس نماز روزہ کی پابندی کرو، شوہر کی خدمت کرو اور بچوں کی صحیح تربیت کرلو تو مزے سے جنت میں چلی جاؤ۔

شریعت میں عورتوں سے بہت کم اور آسان عمل پر جنت کا وعدہ کیا گیا ہے نہ جہاد کرنے کی ذمہ داری ہے نہ کاروبار کرنے کی محنت ومشقت، مردوں کے مقابلے میں ان سے کم عمل کا مطالبہ ہے، عورتوں کا جنت میں جانا آسان ہے۔

گناہوں سے بچی رہیں، نماز روزہ کو نہ چھوڑیں، اور شوہر کو خدمت اور اطاعت سے خوش رکھیں، بس! جنت کا ٹکٹ پالیں اور جس دروازے چاہیں جنت میں چلی جائیں

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ :اَیُّمَاامْرَاَۃٍ اِتَّقَتْ رَبَّھَا وَحَفِظَتْ فَرْجَھَا وَاَطَاعَتْ زَوْجَھَا فُتِحَ لَھَا ثَمَانِیَۃُ اَبْوَابِ الْجَنَّۃِ، قِیْلَ لَھَا :اُدْخُلِیْ مِنْ حَیْثُ شِئْتِ.

(مجمع الزوائد ۴/۳۰۶)

ترجمہ:۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :جوعورت اللہ سے (گناہ کے بارے میں) ڈرے (اور گناہ نہ کرے) اور اپنی عزت و ناموس کی حفاظت کرے اور اپنے خاوند کی اطاعت وفرمانبرداری کرے، اس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیے جاتے ہیں، اور اسے کہا جائے گا: جس دروازے سے چاہو جنت میں داخل ہو جاؤ۔

تشریح:۔عموماً لوگ صرف جنت کے ایک دروازے سے جانے کے مستحق ہوں گے بعض مرداور بعض عورتیں ایسی ہوں گی کہ ان کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیے جائیں گے اور ان کو اختیار دیا جائے گا کہ جنت کے جس دروازے سے چاہیں جنت میں چلی جائیں۔یہ وہ عورتیں ہوں گی جن میں یہ تین اوصاف ہوں گے۔

(۱) تقوی والی زندگی ہوگی، یعنی تمام ناجائز کاموں اور گناہ سے بچتی ہوں گی اور فرائض ادا کرتی ہوں گی، مثلاً پانچ وقت کی نماز پابندی سے ادا کرتی ہوں گی، اپنے زیوروں کے حساب سے اگر نصاب کے برابر ہوں، تو زکاۃ نکالتی ہوں گی ، رمضان شریف کے روزے رکھتی ہوں گی، اگر مال ہو تو حج کرتی ہوں گی، لڑائی جھگڑے میں گالیاں نہ نکالتی ہوں گی، لعنت نہ دیتی ہوں گی، احسان نہ جتاتی ہونگی، بے پردہ باہر نہ جاتی ہوں گی نامحرم مردوں سے احتیاط کرتی ہوں گی ، بغیر ضرورت کے گھر سے باہر نہ پھرتی ہوں گی ،

مزاروں اور قبروں پر نہ جاتی ہونگی، رشتہ داروں میں سے کسی سے کینہ اور بغض نہ رکھتی ہونگی غیبت کرنے سے بچتی ہونگی، نامحرم مردوں سے پردہ کرتی ہونگی، ٹی۔وی کے غلط پروگرام نہ دیکھتی ہونگی، سینما، گانے بجانے اور ناچ میں شریک نہ ہوتی ہونگی۔

غرض کہ ہر کبیرہ گناہ سے بچتی ہوگی، اگر کسی وجہ سے کوئی گناہ ہو جائے تو سچے دل سے توبہ کرلیتی ہونگی۔

(۲) شوہر کے علاوہ کسی مرد سے غلط تعلق نہ رکھتی ہوگی، بدکاری اور بے پردگی سے اپنی حفاظت کرتی ہونگی۔

(۳) ہر اس کام میں جس سے شریعت نے منع نہیں کیا، شوہر کی اطاعت وفرمانبرداری کرتی ہوں گی۔

مثلاً شوہر کی عادت اور ضرورت کے مطابق وقت پر تمام کام کردیتی ہونگی بیماری اور تھکن کی حالت میں خدمت کرتی ہوں گی۔

پیاری ماؤں! بہنو! ان تینوں چیزوں پر ہمیشہ عمل کرو، سب سے مشکل کام گناہوں سے بچنا ہے، باقی دو کام تو آسان ہیں۔ جنت کے آٹھوں دروازے کھلوالو۔ آج تھوڑی سی نفس اور ماحول کے خلاف مشقت برداشت کرلو، کل جنت کے مزے لوٹو گی جو ہمیشہ کے مزے ہوں گے۔

عورت کے ذمہ گھریلو خدمت ہے

عَنْ ضَمْرَةَ بْنِ حَبِيْبٍؓ قَالَ: قَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى ابْنَتِهِ الْفَاطِمَةَ بِخِدْمَةِ الْبَيْتِ وَعَلٰى عَلِيٍّ مَا كَانَ مِنْ خَارِجِ الْبَيْتِ. (مطالب العالیہ ۴/ ۳۹)

ترجمہ: ضمرہ بن حبیبؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیٹی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے متعلق فیصلہ فرمایا کہ وہ گھر کے کام کریں گی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ گھر سے باہر کے کام کریں گے۔

گناہ میں کسی کی اطاعت جائز نہیں

عورت ہو یا مرد، حاکم ہو یا ماتحت گناہ کے کام میں کسی کی بات ماننا اور گناہ کرنا جائز نہیں۔ اس لیے بے پردگی اور اپنی زینت غیروں کے سامنے ظاہر کرنا ماں باپ یا خاوند کے کہنے پر بھی گناہ اور حرام ہے۔ مندرجہ ذیل احادیث پڑھیے اور اپنے آپ کو لعنت اور عذاب سے بچائیے:۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا اَنَّ امْرَاَةً مِّنَ الْاَنْصَارِ زَوَّجَتْ ابْنَتَهَا فَتَمَعَّطَ شَعْرُ رَاْسِهَا فَجَاءَتْ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لَهُ، فَقَالَتْ اِنَّ زَوْجَهَا اَمَرَنِيْ اَنْ اَصِلَ فِيْ شَعْرِهَا فَقَالَ لَا: اِنَّهُ قَدْ لُعِنَ الْمُوْصِلَاتُ. (بخاری رقم ۵۲۰۹ مسلم ۲۱۲۳)

ترجمہ:۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ بیان کرتی ہیں کہ قبیلہ انصار کی ایک عورت نے اپنی بیٹی کی شادی کی، اس کے سر کے بال (بیماری کی وجہ سے) جھڑ گئے تھے، اس کی ماں نبی صلی اللہ

علیہ وسلم کے پاس آئی اور اس کا ذکر کیا اور پوچھا کہ اس کے شوہر نے کہا ہے کہ اس کے بالوں میں میں دوسرے بال جوڑ دوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں! بال جوڑنے والی عورتوں پر لعنت کی گئی ہے۔

ایک اور حدیث میں ہے:

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلیَّ اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اَلسَّمْعُ وَالطَّاعَةُ عَلَى الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ فِیْمَا اَحَبَّ وَكَرِهَ مَالَمْ یُؤْمَرْ بِمَعْصِیَةٍ، فَاِذَا اُمِرَ بِمَعْصِیَةٍ فَلَا سَمْعَ وَلَا طَاعَةَ. (بخاری رقم ۷۱۴۴ ومسلم ۱۸۳۹)

ترجمہ:۔ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسلمانوں پر سننا اور اطاعت کرنا پسندیدۃ اور ناپسندیدہ کاموں میں اس وقت ہے جب کہ کسی گناہ کا حکم نہ دیا جائے، جب کسی گناہ کا حکم دیا جائے تو سننا اور ماننا جائز نہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لَا طَاعَةَ فِیْ مَعْصِیَةٍ، اِنَّمَا الطَّاعَةُ فِی الْمَعْرُوْفِ. متفق علیہ (مشکاۃ رقم ۳۶۶۵)

ترجمہ:۔ گناہ میں کسی کی اطاعت نہیں، اطاعت تو صرف میں نیکی ہے۔

ایک اور حدیث میں ہے:

عَنِ النَّوَاسِ بْنِ سَمْعَانَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوْقٍ فِیْ مَعْصِیَةِ الْخَالِقِ. شرح السنہ (مشکاۃ رقم ۳۶۹۶)

ترجمہ:۔ حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خدائے پاک نے جس کام کو گناہ قرار دیا ہے اس میں بندوں کی اطاعت جائز نہیں (خواہ وہ شوہر، ماں باپ، استاد یا پیر ہی ہو)

ستر اور پردہ کیوں؟

انسان کی معاشرتی زندگی میں ستر اور پردہ کے مسئلہ کی بھی خاص اہمیت ہے اور یہ ان خصائص میں سے ہے جن میں انسان دوسرے حیوانات سے ممتاز ہے۔ خالق کائنات نے دوسرے حیوانات میں حیا اور شرم کا مادہ نہیں رکھا جو انسان کی فطرت میں رکھا گیا ہے اسلئے حیوانات اپنے جسم کے کسی حصہ کو اور اپنے کسی فعل کو چھپانے کی وہ کوشش نہیں کرتے جو انسان کرتا ہے، اور جسکے لیے وہ اپنی فطرت کا پابند ہے۔

بہر حال ستر اور پردہ اصولی درجہ میں انسانی فطرت کا تقاضا ہے اسی لیے تمام قومیں اور اہل مذاہب اپنے عقائد و نظریات اور رسوم و معاملات کے بہت سے اختلافات کے باوجود بنیادی طور پر اس پر متفق ہیں کہ آدمی کو دوسرے حیوانات کی طرح ننگ دھڑنگ نہیں رہنا چاہیے۔

اسی طرح یہ بات بھی تمام انسانی گروہوں کے مسلمات بلکہ معمولات میں سے ہے کہ اس بارے میں عورت کا درجہ مرد سے بھی بلند ہے، گویا جس طرح ستر اور پردے کے باب میں انسانوں کو عام حیوانات کے مقابلے میں امتیاز اور برتری حاصل ہے اسی طرح اس معاملہ میں عورت کو مرد کے مقابلہ میں فوقیت حاصل ہے، کیونکہ اس کی جسمانی ساخت ایسی ہے کہ اس میں جنسی کشش جو بہت سے فتنوں کا ذریعہ بن سکتی ہے مردوں

سے کہیں زیادہ ہے، اسی لیے ان کے پیدا کرنے والے نے ان میں حیا کا مادہ بھی مردوں سے زیادہ رکھا ہے بہر حال اولاد آدم کے لیے ستر اور پردہ بنیادی طور پر ان کی فطرت کا تقاضا اور پوری انسانی دنیا کے مسلمات میں سے ہے۔

پھر جس طرح انسانی زندگی کے تمام شعبوں میں ہدایات کی تکمیل اللہ کے آخری نبی سیدنا حضرت محمد ﷺ کے ذریعہ ہوئی اسی طرح اس شعبہ میں بھی جو ہدایات آپ نے دیں وہ بلاشبہ اس شعبہ کی تکمیلی ہدایات ہیں۔

اس باب میں اصولی اور بنیادی احکام تو آپ کی لائی ہوئی کتاب ہدایت قرآن مجید ہی میں دے دیئے گئے ہیں۔سورت اعراف کے شروع ہی میں جہاں حضرت آدم کی تخلیق اور انسانی دنیا کے آغاز کا ذکر ہے فرمایا گیا ہے کہ (نسل آدم کو ستر چھپانے کی ہدایت اسی ابتدائی دور میں دے دی گئی تھی اور آگاہ کر دیا گیا تھا کہ اس بارے میں تم شیطان کے اغوا کا شکار نہ ہو جانا وہ تمھیں انسانیت کی بلند سطح سے گرا کر جانوروں کی طرح ننگا اور بے پردہ کرنے کی کوشش کرے گا۔) (خلاصہ آیت ۲۶، ۲۷سورت اعراف)

پھر سورۃ نور اور سورۃ احزاب میں خاص کر عورتوں کے پردے کے بارے میں احکام دیے گئے۔ مثلاً یہ کہ ان کی اصل جگہ اپنا گھر ہے، لہذا بے ضرورت سیر سپاٹے یا اپنی نمائش کے لیے گھروں سے باہر نہ گھومیں اور اگر ضرورت سے نکلیں جسکی اجازت ہے تو پورے پردے والا لباس پہن کر نکلیں اور گھروں میں شوہروں اور محرموں کے علاوہ گھر کے دوسرے لوگوں، یا آنے جانے والے عزیزوں یا قریبیوں کے سامنے ہوں تو ان مقررہ حدود کی پابندی کریں۔اور مردوں کو چاہیے کہ اپنے اہل قرابت یا دیگر اہل تعلق کے گھروں میں اچانک بلا اطلاع اور اجازت کے نہ جائیں۔ نیز مرد عورتوں کو اور عورتیں

مردوں کوتا کنے کی کوشش نہ کریں، بلکہ سامنا ہو جائے تو نگاہیں نیچی کر لیں۔

اللہ تعالی نے جن کو عقل سلیم دی ہے اوران کی فطرت مسخ نہیں ہوئی ہے وہ اگر غور کریں گے تو انشاء اللہ انہیں اس میں شبہ نہ ہوگا کہ یہ احکام انسان کے جذبۂ حیا کے فطری تقاضوں کی تکمیل بھی کرتے ہیں اوران سے شیطانی اور شہوانی فتنوں کا دروازہ بھی بند ہو جاتا ہے جو زندگی کو گندہ اور اخلاق کو برباد کرتے ہیں، اور کبھی کبھی بڑے شرمناک اور گھناؤنے نتائج کا باعث بن جاتے ہیں۔

اسلامی پردہ کی ابتدا

اَخرَجَ البُخَارِیُّ فِی تَفسِیرِ سُورَةِ الاَحزَابِ عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنهُ قَالَ قَالَ عُمَرُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنهُ قُلتُ یَارَسُولَ اللّٰهِ! یَدْخُلُ عَلَیکَ البَرُّ وَالفَاجِرُ فَلَوْ اَمَرْتَ اُمَّهَاتِ المُؤمِنِینَ بِالحِجَابِ فَاَنزَلَ اللّٰهُ آیَةَ الحِجَابِ

(بخاری ۳۱۱۶)

ترجمہ:۔ امام بخاریؒ نے سورہ احزاب کی تفسیر میں حضرت انسؓ سے بیان کیا ہے کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! آپ کی خدمت میں نیکوکار اور بدکار سب طرح کے آدمی آتے ہیں اگر آپ ﷺ امہات المؤمنینؓ (ازواج مطہرات) کو پردہ کرنے کے متعلق فرمادیں تو اچھا ہے۔اس پر اللہ تعالی نے پردہ کی آیتیں نازل فرمائیں (جس کی وجہ سے تمام عورتوں پر پردہ کرنا فرض ہوا)۔

یہ آیت سورہ احزاب میں ۵۳ نمبر پر ہے، اس سورت کا نزول ۵ ہجری میں ہوا۔

یہ طویل آیت ہے اس میں پردہ کے متعلق یہ ارشاد ہے:

وَإِذَا سَأَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْئَلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ وَقُلُوْبِهِنَّ.

ترجمہ:۔اور جب تم ان سے کوئی چیز طلب کروتو پردے کے پیچھے ہوکر مانگو، یہ طریقہ بہت پاکیزہ ہے تمہارے دلوں کے لیےاوران کے دلوں کے لیے۔

تشریح:۔اس حدیث سے پردہ شرعی کی ابتدا معلوم ہوئی کہ حضرت عمر فاروق اعظمؓ کی غیرت اسلامی کا تقاضا تھا کہ ازواج مطہرات کوکسی کے سامنے نہ آنے دیجئے۔رسول کریم ﷺ اپنی نرم مزاجی سے التفات نہ فرماتے تھے یہاں تک کہ وحی نازل ہوئی پھر خود نہایت تاکیدی احکام خاص وعام جاری فرمائے۔

عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّهَا كَانَتْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَيْمُوْنَةُ اِذَا قْبَلَ ابْنُ اُمِّ مَكْتُوْمٍ فَدَخَلَ عَلَيْهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِحْتَجِبَامِنْهُ فَقُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَلَيْسَ هُوَ اَعْمٰى لَا يُبْصِرُنَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَفَعَمْيَا وَانِ اَنْتُمَا اَلَسْتُمَا تُبْصِرَانِهِ (رواہ احمد والترمذی ۲۷۷۹، وابوداؤد ۴۱۱۲،مشکاۃ ۳۱۱۶)

ترجمہ:۔حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ وہ اور حضرت میمونہؓ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھیں اتفاقاً عبداللہ بن ام مکتومؓ (نابینا صحابی) آپکی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے ان دونوں (ام سلمہؓ اور میمونہؓ) سے فرمایا کہ ان سے پردہ کرو حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا وہ نابینا نہیں جو ہم کو دیکھ نہیں سکتے۔تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم تو نابینا نہیں۔کیا تم ان کو نہیں دیکھتیں۔

تشریح:۔باوجودیکہ اس مقام پر کوئی قریب احتمال بھی خرابی کا نہ تھا کیونکہ ایک طرف
ازواج مطہراتؓ جو مسلمانوں کی مائیں ہیں دوسری طرف ایک نیک صحابی پھر وہ بھی نابینا
لیکن اس پر بھی مزید احتیاط کے لیے یا تعلیم امت کیلیے آپ ﷺ نے بیبیوں کو پردہ کرادیا
تو جہاں ایسی قوی رکاوٹیں بھی نہ ہوں وہاں اس کا اہتمام کس قدر ضروری ہوگا۔

چہرے کا پردہ

اللہ تعالٰی کا ارشاد ہے:

یَاأَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّأَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ذٰلِكَ أَدْنٰى أَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا (سورۃ احزاب، ۵۹)

ترجمہ:۔اے نبی ﷺ! اپنی بیبیوں اور صاحبزادیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے فرمادو کہ اپنی چادروں کا ایک حصہ اپنے منہ پر ڈالے رہیں، یہ اس سے نزدیک تر ہے کہ انکی پہچان ہو تو ستائی نہ جائیں اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے (کنز الایمان)

فاضل بریلویؒ نے اپنے ترجمہ میں ہی وضاحت کردی کہ چہرے کا پردہ کرنا اس آیت کریمہ کے حکم میں داخل ہے۔

جلابیب، جلباب کی جمع ہے جلباب اس چادر کو کہتے ہیں جس کو عورت دوپٹے اور قمیص کے اوپر سے لپیٹ لیتی ہے۔ (مظہری)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے اس آیت کے ان الفاظ کی تفسیر کرتے ہوئے
فرمایا: امر اللہ نساء المؤمنین اذا خرجن من بیوتھن فی حاجۃ ان یغطین

وجوھھن من فوق رؤسھن بالجلابیب ویبدین عینا واحدۃ.

ترجمہ:۔اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی عورتوں کو حکم دیا ہے کہ جب وہ اپنے گھروں سے کسی ضرورت وحاجت کے لیے باہر نکلیں تو جو چادر وہ اوڑھتی ہیں اسے سر پر سے جھکا کر منہ ڈھک لیا کریں صرف ایک آنکھ کھلی رکھیں۔

امام محمد بن سیرینؒ نے اپنا چہرہ اور سر ڈھانپ کر اور بائیں آنکھ کھلی رکھ کر بتلا دیا کہ اس آیت کا یہ مطلب ہے (تفسیر ابن کثیر،تفسیر مظہری)

سابق چیف جسٹس پیر محمد کرم شاہؒ تحریر فرماتے ہیں:۔

جلابیب جمع ہے اس کا واحد جلباب ہے،اور جلباب اس بڑی چادر کو کہتے ہیں جو سارے جسم کو ڈھانپ لے انه الثوب الذی یستر جمیع البدن ،علامہ زمخشری یدنین کی تفسیر کرتے ہوے لکھتے ہیں۔یرخینھا علیھن ویغطیھن بھا وجوھھن و اعطافھن (کشاف)

یعنی اپنی چادروں کو اپنے اوپر ڈال لو،اپنے چہروں اور کندھوں کو چادر سے چھپا لو۔علامہ زمخشری کے اس قول سے معلوم ہو گیا کہ لغوی طور پر بھی یدنین علیھن کا یہ مفہوم ہے کہ چادر کو اپنے اوپر اس طرح ڈالا جائے کہ سارا جسم ڈھک جائے ،کندھے اور چہرہ بھی برہنہ نہ رہے۔

علامہ ابو حیان لکھتے ہیں کہ ہمارے ہاں اندلس میں مسلمان خواتین اس طرح پردہ کرتی ہیں کہ سارا چہرہ چھپا ہوتا ہے صرف ایک آنکھ کھلی ہوتی ہے۔وکذاعادۃ بلاد الاندلس لایظھر من المرأۃ الاعینھاالواحدۃ (بحر)

پردہ کے احکام بالتفصیل آپ سورہ نور میں پڑھ سکتے ہیں۔یہاں بھی واضح طور

پر امہات المؤمنینؓ اور دختران رسالت مآب ﷺ کو خصوصاً اور تمام مسلمان عورتوں کو عموماً حکم دے دیا گیا کہ وہ باہر نکلیں تو بڑے وقار اور آبرومندانہ طریقہ سے نکلیں۔ایک بڑی چادر سے اپنے سارے جسم اور اکثر چہرہ کو ڈھانکا ہو۔ (ضیاء القرآن ۴/۹۵)

اس آیت کا جو مطلب یہاں بیان کیا گیا ہے۔یہی مفہوم تفسیر ابن جریر، تفسیر احکام القرآن، تفسیر غرائب القرآن، تفسیر کبیر امام رازی اور تفسیر بیضاوی وغیرہ میں موجود ہے۔

اس سے ظاہر ہوا کہ صحابہ کرام کے مبارک دور سے لیکر آٹھویں صدی تک ہر زمانے میں اس آیت کا ایک ہی مفہوم سمجھا گیا ہے اور وہ مفہوم وہی ہے جو اس کے الفاظ سے ہم نے سمجھا ہے۔

اس کے بعد احادیث کی طرف رجوع کیجئے تو پھر بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ اس آیت کے نازل ہونیکے بعد سے عہد نبوی میں عام طور پر مسلمان عورتیں اپنے چہروں پر نقاب ڈالنے لگی تھیں۔اور کھلے چہروں کے ساتھ پھرنے کا رواج بند ہو گیا تھا۔

بخاری شریف، ابوداؤد، ترمذی، مؤطا اور دوسری حدیث کی کتابوں میں لکھا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے عورتوں کو احرام کی حالت میں چہروں پر نقاب ڈالنے اور دستانے پہننے سے منع فرمایا تھا۔

یہ بات بالکل ظاہر ہے کہ جو چیز موجود نہیں اس سے منع کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، نبی کریم ﷺ کے دور میں مسلمان عورتیں چہرے پر نقاب رکھتی تھیں تبھی تو حضور ﷺ نے احرام کی حالت میں نقاب رکھنے سے منع فرمایا، اس کا مقصد یہ تھا کہ احرام کی فقیرانہ طرز میں نقاب عورت کے لباس کا حصہ نہ ہو جس طرح عام طور پر ہوتا ہے، اس

کا مقصد یہ نہیں تھا کہ حج میں چہرے مظہرِ عام پر پیش کیے جائیں۔اس بات کی تائید صحابیات کے عمل سے ہوتی ہے،اس بات کا ثبوت ابھی آپ کے سامنے پیش کر دیا جائے گا۔

بخاری شریف میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہ کی روایت کے آخر میں نبی کریم ﷺ کے الفاظ ہیں:۔وَلَا تَنْتَقِبُ الْمَرْأَةُ الْمُحْرِمَةُ وَلَا تَلْبَسُ الْقُفَّازَيْنِ (احرام پہننے والی عورت چہرے پر نقاب نہ رکھے اور نہ دستانے پہنے)

ابوداؤد شریف میں یہ الفاظ ہیں:۔يَنْهَى النِّسَآءَ فِىْ اِحْرَامِهِنَّ عَنِ الْقُفَّازَيْنِ وَالنِّقَابِ (آپ نے عورتوں کو احرام کی حالت میں دستانے پہننے سے اور چہرے پر نقاب رکھنے سے منع فرمایا)

دوسری حدیثوں میں وضاحت کی گئی ہے کہ حالت احرام میں بھی ازواج مطہرات اور عام خواتینِ اسلام نقاب کے بغیر اپنے چہروں کو غیر مردوں سے چھپاتی تھیں

ابوداؤد اور ابن ماجہ میں ہے:۔عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ : كَانَ الرُّكْبَانُ يَمُرُّوْنَ بِنَا وَنَحْنُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُحْرِمَاتٌ فَإِذَا حَاذُوْا بِنَا سَدَلَتْ اِحْدَانَا جِلْبَابَهَا مِنْ رَّأْسِهَا عَلٰى وَجْهِهَا فَإِذَا جَاوَزُوْنَا كَشَفْنَاهُ (مشكاة رقم الحديث ٢٦٩٠) (ابوداؤد باب في المحرمة تغطي وجهها)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہیں کہ سوار ہمارے قریب سے گزرتے تھے اور ہم عورتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حالت احرام میں تھیں۔پس جب وہ لوگ ہمارے سامنے آجاتے تو ہم اپنی چادریں اپنے سروں کی طرف سے اپنے چہروں پر ڈال لیتیں اور جب وہ گزر جاتے تو منہ کھول لیتی تھیں۔

حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتی ہیں:۔ كُنَّا نُغَطِّي وُجُوهَنَا مِنَ الرِّجَالِ وَكُنَّا نَمْتَشِطُ قَبْلَ ذٰلِكَ فِي الْاِحْرَامِ (ہم اپنے چہرے مردوں سے چھپالیا کرتی تھیں اور ہم احرام سے پہلے کنگھا کرلیا کرتی تھیں۔(رواه الحاكم في مستدركه وقال صحيح على شرط الشيخين ولم يخرجاه ووافقه الذهبي في تلخيصه) (الحجاب والسفور ص ۷۵)

مؤطا امام مالک میں ہے

عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُنْذِرِ ، اَنَّهَا قَالَتْ : كُنَّا نُخَمِّرُ وُجُوهَنَا وَنَحْنُ مُحْرِمَاتٌ وَنَحْنُ مَعَ اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِيْ بَكْرِ الصِّدِّيْقِ (باب تخمير المحرم وجهه)

فاطمہ بنت منذر کا بیان ہے ہم حالت احرام میں اپنے چہروں پر کپڑا ڈال لیا کرتی تھیں، ہمارے ساتھ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیٹی حضرت اسماء تھیں (انہوں نے ہم کو اس سے منع نہیں کیا)

فائدہ:۔عام حالت اور احرام میں فرق یہ تھا کہ احرام میں چہرے پر نقاب نہ ہوتا، غیر مردوں کے سامنے آنے کے وقت چہرہ پر کچھ حصہ منہ پر ڈال لیتی تھیں۔اور عام طور پر باہر نکلتے وقت مستقل نقاب ہوتا یا بڑی چادر سے بدن اور اکثر چہرہ چھپایا ہوتا تھا۔مندرجہ ذیل حدیث پڑھیے اور غور کیجئے کہ صحابیات غم وفکر کے موقع پر بھی چہرے کا نقاب نہیں اتارتی تھیں۔

عَنْ قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ قَالَ :جَاءَتِ امْرَاَةٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَالُ لَهَا اُمُّ خَلادٍ ، وَهِيَ مُنْتَقِبَةٌ ، تَسْاَلُ عَنِ ابْنِهَا وَهُوَ مَقْتُوْلٌ ،فَقَالَ

لَهَا بَعْضُ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :جِئْتِ تَسْأَلِيْنَ عَنِ ابْنِکِ مُنْتَقِبَةً؟ فَقَالَتْ:اِنْ اُرْزَأِ ابْنِیْ فَلَنْ اُرْزَأَ حَیَائِیْ ،فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ :"اِبْنُکِ لَهٗ اَجْرُ شَهِیْدَیْنِ" قَالَتْ وَلِمَ ذَاکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ؟ قَالَ : "لِاَنَّهٗ قَتَلَهٗ اَهْلُ الْکِتَابِ"۔

ترجمہ: حضرت قیس بن شماس سے روایت ہے کہ ایک عورت جس کو ام خلاد کہتے تھے چہرہ پر نقاب ڈالے ہوئے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں اس لیے حاضر ہوئی کہ اس کا بیٹا جو جہاد میں قتل ہو گیا تھا آخرت میں اس کا کیا درجہ ہے معلوم کریں۔ بعض لوگوں نے اس کہا کہ جوان بیٹے کی موت کے حادثہ فاجعہ کے ہوتے ہوئے بھی تم نقاب وحجاب کے ساتھ آئی ہو(حالانکہ ایسے حوادث میں عموماً عورتوں سے پردہ چھوٹ جاتا ہے)اس نے کہا کہ میرا بیٹا مارا گیا ہے میری حیا تو نہیں ماری گئی ،تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تیرے بیٹے کے لیے دو شہیدوں کا اجر ہے ،اس نے کہا کہ کس لیے یا رسول اللہ؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کیونکہ اس کو اہل کتاب نے قتل کیا ہے۔

حضرت پیر محمد کرم شاہ "وَلَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا" کی تفسیر میں مختلف اقوال لکھنے کے بعد فرماتے ہیں:

لیکن خیال رہے کہ یہ اباحت اسوقت ہے جب کہ فتنہ کا اندیشہ نہ ہو ورنہ چہرہ اور ہتھیلی کو دیکھنا بھی حرام ہے۔ علامہ ابن حیان الاندلسی لکھتے ہیں قال ابن خویز منداد اذا کانت الجمیلة وخیف من وجهها و کفها الفتنة فعلیها ستر ذالک (اور اگر عورت خوبصورت ہو اور اسکے چہرہ اور ہاتھوں کی طرف دیکھنا فتنے کا باعث ہو تو اس پر لازم ہے کہ وہ اپنے چہرے اور ہاتھوں کو ظاہر نہ کرے۔

آج جبکہ لوگوں کی آنکھوں میں حیا نہیں رہی، ہر طرف آوارگی اور بیہودگی کا دور دورہ ہے، ہر اس شخص پر جس کی نگاہوں میں عفت و عصمت کی کوئی قدر و قیمت ہے اسے چاہیے کہ وہ اپنی بہو بیٹیوں کو بے پردہ باہر نکلنے سے روکے اور انہیں نامحرموں کے سامنے بے تکلفی سے آنے کی اجازت نہ دے۔ (ضیاء القرآن ۳/۳۱۶، ۳۱۷)

صحابیات کا رسول اللہ ﷺ سے پردہ

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اَوْمَتِ امْرَاَةٌ مِنْ وَّرَآءِ سِتْرٍ بِيَدِهَا كِتَابٌ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰه عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (الحديث، رواه ابوداؤد والنسائی، مشكاة)

ترجمہ:۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک عورت نے پردے کے پیچھے سے ایک خط دینے کو رسول اللہ ﷺ کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ (الحدیث، اسکو ابوداؤد اور نسائی نے روایت کیا ہے، مشکاۃ)

تشریح:۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرات صحابہؓ کی عورتیں خود آنحضرت ﷺ سے پردہ کرتی تھیں اور اصل پردہ شرعی کی کیفیت بھی معلوم ہوئی کہ پردہ کے پیچھے سے ہاتھ بڑھا کر خط پیش کیا۔

ابن سعد نے حبیب بن ابی ثابت سے روایت کیا کہ ام سلمہ رضی اللہ عنھا نے کہا: لَمَّا انْقَضَتْ عِدَّتِيْ مِنْ اَبِيْ سَلَمَةَ اَتَانِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَلَّمَنِيْ بَيْنِيْ وَبَيْنَهٗ حِجَابٌ، فَخَطَبَ اِلَيَّ نَفْسِيْ .الحديث

ترجمہ:۔ جب (ابوسلمہ کے فوت ہونے کے بعد) میری عدت گزر گئی تو میرے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آئے تو آپ نے میرے ساتھ بات کی، اس وقت میرے اور

آپ کے درمیان پردہ تھا، پس آپ نے مجھے نکاح کا پیغام دیا۔الحدیث

تشریح:۔بالکل واضح ہے کہ صحابیات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی پردہ کرتی تھیں تبھی تو حضرت ام سلمہ نے پردے میں بیٹھ کر حضور اکرم سے بات کی، غور کرنے کا مقام ہے کہ عورتوں کو غیر محرم کے سامنے چہرہ کھولے سامنے ہونا کیسے جائز ہوسکتا ہے؟

نامحرم عورتوں سے کوئی چیز طلب کرنے کا طریقہ

اللہ کا فرمان ہے:

وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْئَلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَاءِ حِجَابٍ ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ وَقُلُوْبِهِنَّ (سورہ احزاب آیت ۵۳)

ترجمہ:۔اور جب تم ان سے کوئی چیز طلب کرو تو پردے سے پیچھے ہو کر مانگو، یہ طریقہ بہت پاکیزہ ہے تمہارے دلوں کیلیے اور ان کے دلوں کے لیے۔

تشریح:۔مردوں کو طریقہ سکھایا جارہا ہے کہ تمہیں گھروں سے کوئی چیز مانگنی ہو تو پردے کے پیچھے کھڑے ہو کر مانگو، اندر گھس آنے کی اجازت نہیں یہ طریقہ مردوں اور عورتوں کیلیے قلب کی پاکیزگی کا باعث ہے۔

غیر محرم مردوں کے ساتھ گفتگو کا انداز

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِىْ فِىْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَّقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا (سورہ احزاب آیت ۳۲)

ترجمہ:۔ پس ایسی نرمی سے بات نہ کرو کہ طمع کرنے لگے وہ (بے حیا) جس کے دل میں روگ ہو، اور گفتگو کرو تو باوقار انداز سے کرو۔

اس ہدایت کا مقصد یہ ہے چونکہ گفتگو کا لہجہ کئی غلط فہمیوں اور جسارتوں کا سبب بن سکتا ہے اس لیے اس دروازے کو ہی بند کر دیا ہے۔

نرم کلامی:۔ امام جزری نے نہایہ میں لکھا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ایک شخص کسی مرد و عورت کی طرف سے گذرا جو باہم نرم نرم باتیں کر رہے تھے، اس شخص نے اس مرد کے سر پر ایسی ضرب لگائی کہ اس کا سر پھٹ گیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو کچھ بدلہ نہ دلوایا (ضرب کو بلا قصاص قرار دیا)

گھروں میں ٹھہرے رہنے کا حکم

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِیَّةِ الْاُوْلٰی۔

(سورۃ احزاب ۳۳)

ترجمہ:۔ اور ٹھہری رہو اپنے گھروں میں اور اپنی آرائش کی نمائش نہ کرو، جیسے پہلے دور جاہلیت میں رواج تھا۔

مطلب یہ ہے کہ اپنے گھروں میں سکون و وقار سے ٹھہرنے کا حکم دیا جا رہا ہے اور بلا ضرورت گھروں سے نکلنے کی ممانعت فرمائی جارہی ہے، اور زمانہ جاہلیت میں عورتیں جس طرح بن ٹھن کر بازاروں اور میلوں میں بے پردہ پھرا کرتی تھیں اور اپنے حسن و جمال کی نمائش کیا کرتی تھیں اس رویہ سے سختی سے روکا جا رہا ہے۔ قرن ای

الزمن فلاتخرجن لغير حاجة (ٹھہری رہو گھروں میں پس باہر نہ نکلو بغیر ضرورت

(ابن کثیر ۳، ۶۳۶)

قرآنی لفظ قرن کا معنی (گھروں میں رہیں بغیر ضرورت باہر نہ نکلیں) عربی زبان کی مشہور و معروف لغت لسان العرب میں تحریر ہے: اَلتَّبَرُّجُ اِظْهَارُ الْمَرْاَةِ زِيْنَتَهَا وَ مَحَاسِنَهَا لِلرِّجَالِ (تبرج کا معنی ہے عورت کا اپنے حسن و جمال اور آرائش کو غیر مردوں کے سامنے ظاہر کرنا)

امام قرطبیؒ لکھتے ہیں کہ زمانہ جاہلیت میں عورتیں ناز و ادا سے مٹکتی اور لچکتی ہوئی سرِ بازار ٹہلا کرتی تھیں، اس حرکت سے باز رہنے کا حکم دیا جا رہا ہے

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ عورتیں بارگاہِ نبوت میں حاضر ہوئیں اور عرض کی: یا رسول اللہ! مرد ساری فضیلت لے گئے، جہاد میں شرکت کا شرف بھی صرف انہیں نصیب ہوتا ہے، کیا کوئی عمل ایسا ہے جو ہم کریں اور ہمیں مجاہدین کا درجہ حاصل ہو؟ فَقَالَ عَلَيْهِ الصَّلاۃُ وَالسَّلَامُ مَنْ قَعَدَتْ مِنْكُنَّ فِي بَيْتِهَا فَاِنَّهَا تُدْرِكُ عَمَلَ الْمُجَاهِدِيْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ۔ (ارشاد فرمایا: تم میں سے جو عورت اپنے گھروں میں بیٹھی رہے گی اسے مجاہدین فی سبیل اللہ کا درجہ ملے گا)۔ (تفسیر ابن کثیر بحوالہ بزار)

فائدہ:۔ اگر کسی وقت باہر نکلنے یا کسی غیر محرم کے سامنے آنے کی کوئی طبعی یا شرعی ضرورت پیش آجائے تو بوقت ضرورت باہر جانا یا کسی غیر محرم کے سامنے آنا جائز ہے ضرورت طبعی کی مثال یہ ہے کہ کسی عزیز قریبی کے گھر جانے کی کوئی ضرورت ہو یا بازار وغیرہ سے کوئی ضروری چیز لانے کے لیے کوئی مرد نہیں ہے تو گھر سے نکلنا ایسی صورت میں جائز ہے۔ مگر یہ لازم ہے کہ سر سے پاؤں تک کوئی لمبی چادر یا برقعہ پہن کر نکلے جس

میں پورا بدن چھپا ہو کیونکہ یہ ضرورتیں اتنے پردے کے ساتھ بھی پوری ہو سکتی ہیں۔جن مستورات کے خاوند فوت ہو جائیں وہ بھی عدت میں باپردہ باہر نکلیں۔

نگاہیں نیچی رکھنے کا حکم

اس تمہید کے بعد اللہ تعالی اور اسکے رسول ﷺ کے ارشادات پڑھیے:۔

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَیَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ذٰلِکَ اَزْکٰی لَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ خَبِیْرٌ بِمَا یَصْنَعُوْنَ (النور آیة ۳۰)

ترجمہ:۔آپ حکم دیجئے مومنوں کو کہ وہ نیچی رکھیں اپنی نگاہیں ، اور حفاظت کریں اپنی شرمگاہوں کی ، یہ (طریقہ) بہت پاکیزہ ہے ان کیلئے ، بیشک اللہ تعالی خوب آگاہ ہے ان کاموں پر جو وہ کیا کرتے تھے۔

شریعت اسلامیہ صرف گناہوں سے نہیں روکتی اور انکے ارتکاب پر سزا نہیں دیتی ، بلکہ ان تمام وسائل اور ذرائع پر پابندی عائد کرتی ہے اور انہیں ممنوع قرار دیتی ہے جو انسان کو گناہوں کی طرف لے جاتے ہیں ، تا کہ جب گناہوں کی طرف لے جانے والا راستہ ہی بند ہو گا تو گناہوں کا ارتکاب آسان نہیں ہو گا۔طبیعت میں جوش پیدا کرنے والے اور جذبات شہوت کو مشتعل کرنے والے اسباب سے نہ روکنا اور ان کی کھلی چھٹی دے دینا ، اور پھر یہ توقع رکھنا کہ ہم اپنے قانون کی قوت سے لوگوں کو برائی سے بچالیں گے ، بڑی نادانی اور بیوقوفی ہے۔اسکا صاف مطلب یہ ہے کہ وہ اس برائی کو برائی نہیں سمجھتا اور نہ اس سے لوگوں کو بچانے کی مخلصانہ کوشش کرتا ہے۔اسکی زبان پر جو کچھ ہے وہ محض ریاکاری ہے (ضیاء القرآن مختصرا)

وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَاظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَآئِهِنَّ اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْاَبْنَآئِهِنَّ اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِىْٓ اِخْوَانِهِنَّ اَوْبَنِىْٓ اَخَوٰتِهِنَّ اَوْ نِسَآئِهِنَّ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ اَوِ التّٰبِعِيْنَ غَيْرِ اُولِى الْاِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ اَوِالطِّفْلِ الَّذِيْنَ لَمْ يَظْهَرُوْا عَلٰى عَوْرٰتِ النِّسَآءِ وَلَا يَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِيْنَ مِنْ زِيْنَتِهِنَّ وَتُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ (النور، ۳۱)

ترجمہ:۔اور آپ حکم دیجئے ایمان والی عورتوں کو کہ وہ نیچی رکھا کریں اپنی نگاہیں، اور حفاظت کیا کریں اپنی عصمتوں کی، اور نہ ظاہر کیا کریں اپنی آرائش کو مگر جتنا خود بخود ظاہر ہو اس سے، اور ڈالے رہیں اپنی اوڑھنیاں اپنے گریبانوں پر، اور ظاہر نہ ہونے دیں اپنی آرائش کو مگر اپنے شوہروں کے لیے، یا اپنے باپوں کیلیے، یا اپنے شوہر کے باپوں کے لیے یا اپنے بیٹوں کے لیے، یا اپنے خاوندوں کے بیٹوں کے لیے، یا اپنے بھائیوں کے لیے یا اپنے بھتیجوں کیلیے، اور اپنے بھانجوں کے لیے، یا اپنی ہم مذہب عورتوں پر، یا اپنی باندیوں پر، یا اپنے ایسے خادموں پر جو (عورت) کے خواہشمند نہ ہوں، یا اپنے بچوں پر جو (ابھی تک) آگاہ نہیں عورتوں کی شرم والی چیز پر، اور نہ زور سے ماریں اپنے پاؤں (زمین پر) تا کہ معلوم ہو جائے وہ بناؤ سنگار جو وہ چھپائے ہوئے ہیں۔اور رجوع کرو اللہ تعالی کی طرف سب کے سب اے ایمان والو تا کہ (دونوں جہانوں میں) بامراد ہو جاؤ۔

فتنہ نظر

عَنْ جَابِرٍؓ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ نَظَرِ الْفُجَائَةِ فَاَمَرَنِیْ اَنْ اَصْرِفَ بَصَرِیْ۔ (رواہ مسلم)

ترجمہ:۔ حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ کسی نامحرم عورت پر نظر پڑ جائے تو کیا کرنا چاہیے۔ آپ نے فرمایا کہ (فوراً) نظر کو ہٹا لو۔ (اس کو مسلم نے روایت کیا ہے)

عَنِ الْحَسَنِ مُرْسَلًا قَالَ بَلَغَنِیْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَعَنَ اللّٰهُ النَّاظِرَ وَالْمَنْظُوْرَ اِلَيْهِ۔ (رواہ البیہقی فی شعب الایمان، مشکاۃ شریف)

ترجمہ:۔ حضرت حسنؒ بصری سے مرسلاً روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ مجھ کو باوثوق ذریعہ سے یہ حدیث پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دیکھنے والے پر بھی لعنت کی ہے اور اس پر بھی جس کو دیکھا جائے۔ (اور اس کو امام بیہقیؒ نے شعب الایمان میں روایت کیا ہے، مشکاۃ شریف)

مطلب یہ ہے کہ جو کوئی کسی نامحرم عورت کو یا کسی کے ستر کو (جس کا دیکھنا حرام ہے) دیکھے، تو اس پر اللہ کی لعنت ہے، یعنی رحمت سے محرومی کا فیصلہ ہے اور اسی طرح وہ بھی رحمت الٰہی سے محروم ہے جس نے قصداً دیکھنے والے کو موقعہ دیا اور دکھایا۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَعْنِیْ عَنْ رَّبِّهٖ عَزَّوَجَلَّ اَلنَّظْرَةُ سَهْمٌ مَّسْمُوْمٌ مِّنْ سِهَامِ اِبْلِيْسَ مَنْ تَرَكَهَا مِنْ مَّخَافَتِیْ اَبْدَلْتُهٗ اِيْمَانًا يَّجِدُ حَلَاوَتَهٗ فِیْ قَلْبِهٖ۔ (رواہ الطبرانی والحاکم من حدیث

حذیفة وقال صحیح الاسناد ،ترغیب ص ۳/ ۳۱۷)

ترجمہ :۔ حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (یعنی اللہ تعالی کی وحی کے ذریعہ) کہ بدنظری ایک زہریلہ تیر ہے ابلیس کے تیروں میں سے، جو شخص اس کو میرے ڈر کی وجہ سے چھوڑ دے اس کو ایک ایسی ایمانی قوت عطا کروں گا جس کی شرینی وہ اپنے دل میں پائے گا (اس کو طبرانی اور حاکم نے حضرت حذیفہ سے روآیت کیا ہے۔ اور اس کی سند کو صحیح بتلایا ہے۔ (ترغیب ۳۱۷ ج ۳)

عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ.... اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ.... فَلَا تُتبِعِ النَّظْرَةَ النظرةَ وَاِنَّمَا لَکَ الاُوْلٰی ،وَلَیْسَت لَکَ الآخِرَة ۔(رواہ احمد ،الترغیب)

ترجمہ:۔ اے علیؓ! تو نظر کے بعد نظر نہ ڈال، کیوں کہ تیرے لیے پہلی نظر ہے (جو اچانک پڑ جائے معاف ہے) اور دوسری نظر تیرے لیے (معاف) نہیں ہے۔

گھر سے باہر جانے کی شرائط

حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:۔

لَا تَمْنَعُوْا اِمَاءَ اللّٰه مَسَاجِدَ اللّٰه ،وَلْیَخْرُجْنَ تَفِلَاتٌ. (رواہ احمد و ابو داؤد وابن خزیمة، آثار السنن)

ترجمہ:۔ اللہ کی بندیوں (عورتوں) کو اللہ تعالی کی مسجدوں سے نہ روکو، اور انہیں سادے کپڑوں میں باہر نکلنا چاہیے۔

ف:۔ حدیث میں لفظ ’’ تفلات ‘‘ استعمال ہوا ہے جو ’’ تفلة ‘‘ کی جمع ہے، امام خطابیؒ (المتوفی ۲۷۵) اس لفظ کی شرح میں لکھتے ہیں التفل: سوء الرائحة، یقال: اِمْرَاَةٌ

تفلة اذالم یتطیبہ ترجمہ: تفل کا معنی ہے بدبو اور کہا جاتا ہے بدبودار عورت، جب وہ خوشبو نہ لگائے۔ پھر اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں: لیس للزوج منع زوجته من الحج لان المسجد الحرام الذی یخرج الیه الناس للحج والطواف یعنی خاوند کو یہ حق نہیں ہے کہ وہ اپنی بیوی کو حج کرنے سے روکے کیونکہ مسجد حرام وہ ہے جس کی طرف لوگ حج اور طواف کیلئے جاتے ہیں۔ (شرح السنن ابوداؤد للخطابی ص ۳۸۱و۳۸۲)

اس سے معلوم ہوا کہ زیارت روضہ رسول اللہ ﷺ اور مسجد نبوی کی حاضری سے بھی خاوند کو منع کرنے کا حق نہیں۔ کیونکہ حضور ﷺ کے دربار کی حاضری بھی قرآن وسنت سے ثابت ہے۔

بے پردہ باہر نہ نکلیں

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلْمَرْاَۃُ عَوْرَۃٌ فَاِذَاخَرَجَتْ اِسْتَشْرَفَھَا الشَّیْطَانُ . (رواہ الترمذی ،مشکاۃ)

ترجمہ:۔ حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عورت سرتاپا پوشیدہ رہنے کے قابل ہے جب وہ باہر نکلتی ہے شیطان اس کی تاک میں لگ جاتا ہے۔ (اس کو ترمذی نے روایت کیا ہے، مشکاۃ)

تشریح:۔ یہ حدیث نہایت بلاغت اور وضاحت سے عورت کو پوشیدہ رہنے اور رکھنے کی تاکید اور اس کے بے پردہ نکلنے کا موجب فتنہ شیطانی ہونا بیان کررہی ہے شارع کے ارشاد سے یہ بالکل ظاہر ہوتا ہے کہ وہ پسند اسی کو کرتے ہیں کہ ایک مسلمان عورت

بہر حال اپنے گھر کی زینت بنے اور باہر نکل کر شیطان کو تانک جھانک کا موقع نہ دے البتہ کسی طبعی یا شرعی ضرورت کی بنا پر بغیر زیب و زینت کے سادہ اور نا قابل توجہ لباس پہن کر کبھی کبھی باہر نکلنا ماحول کے اعتبار سے اگر فتنہ کا خطرہ نہ ہو تو بلا شبہ اس کی اجازت ہے۔

عَنْ جَابِرٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْمَرْاَةَ تُقْبِلُ فِيْ صُوْرَةِ شَيْطَانٍ وَتُدْبِرُ فِيْ صُوْرَةِ شَيْطَانٍ. (رواہ مسلم)

ترجمہ:۔ حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ (بے پردہ عورت شیطان کی صورت میں سامنے آتی ہے اور شیطان کی صورت میں واپس جاتی ہے۔

(اس کو مسلم نے روایت کیا ہے)

تشریح:۔ اس میں صنف نازک کی کوئی تنقیص یا برائی نہیں بلکہ یہ بتلانا ہے کہ عورت کا باہر نکلنا فطری طور پر فتنوں کا سبب بن سکتا ہے جیسا کہ سابقہ تشریح میں بیان ہوا ہے۔

عَنْ اَبِیْ سَعِيْدٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ االلّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ صَبَاحٍ اِلَّا وَمَلَكَانِ يُنَادِيَانِ وَيْلٌ لِلرِّجَالِ مِنَ النِّسَاءِ وَوَيْلٌ لِلنِّسَاءِ مِنَ الرِّجَالِ. (رواہ ابن ماجۃ والحاکم وقال صحیح الاسناد، ترغیب ص۶۵، ج۳)

ترجمہ:۔ حضرت ابو سعیدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہر روز صبح کے وقت دو فرشتے منادی کرتے ہیں کہ ہلاکت ہے مردوں کو عورتوں کی وجہ سے اور عورتوں کو مردوں کی وجہ سے (اس کو ابن ماجہ اور حاکم نے روایت کیا ہے اور کہا اس کی سند صحیح ہے)

تشریح:۔ ایک طرف مرد کے لیے عورت اور عورت کے لیے مرد رحمت و راحت ہے جیسا کہ حدیث میں ارشاد ہے خیر متاع الدنیا المراۃ الصالحۃ یعنی دنیا کی بہترین

نعمت نیک بی بی ہے مگر دوسری طرف اگر بے اعتدالی ہو تو یہی ایک دوسرے کے لیے سب سے بڑی ہلاکت بن جاتے ہیں۔ اسی بات کو حدیث میں بیان فرمایا ہے مَا تَرَکْتُ بَعْدِیْ فِتْنَۃً اَضَرَّ عَلَی الرِّجَالِ مِنَ النِّسَاءِ. (بخاری) یعنی میں نے اپنے بعد مردوں کے لیے کوئی فتنہ عورتوں سے اشد نہیں چھوڑا۔ یہی مضمون اس حدیث کا ہے جو متن کتاب میں درج ہے مجموعہ روایات کا حاصل یہ ہے کہ یہ دونوں صنفیں اگر شریعت کے حدود میں رہیں تو ایک دوسرے کے لیے نعمت وراحت ہیں اور ان حدود سے تجاوز کریں تو تباہی وہلاکت ہیں۔

زینت کر کے باہر نہ نکلیں

عَنْ عَائِشَۃَؓ قَالَتْ بَیْنَمَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہِ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ فِی الْمَسْجِدِ اِذْدَخَلَتِ امْرَاَۃٌ مِنْ مُزَیْنَۃَ تَرْفُلُ فِیْ زِیْنَۃٍ لَھَا فِی الْمَسْجِدِ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَیُّھَا النَّاسُ اِنْھَوْ نِسَائَکُمْ عَنْ لُبْسِ الزِّیْنَۃِ وَالتَّبَخْتُرِ فِی الْمَسْجِدِفَاِنَّ بَنِیْ اِسْرَآئِیْلَ لَمْ یُلْعَنُوْا حَتّٰی لَبِسَ نِسَائُھُمُ الزِّیْنَۃَ وَ تَبَخْتَرُوْ ا فِی الْمَسَاجِدِ. (رواہ ابن ماجہ)

ترجمہ:۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف رکھتے تھے کہ ایک عورت قبیلہ مزینہ کی زیب وزینت کے لباس میں مٹکتی ہوئی مسجد میں آئی۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے لوگو! اپنی عورتوں کو زیب وزینت کا لباس پہن کر مسجد (وغیرہ) میں مٹکنے سے روکو کیونکہ بنی اسرائیل پر اس وقت تک لعنت نہ کی گئی جب تک ان کی عورتوں نے زیب وزینت کا لباس نہیں پہنا اور انہوں نے مسجدوں

(وغیرہ) میں مٹکنا اختیار نہیں کیا۔(اس کو ابن ماجہ نے روایت کیا ہے)

عَنْ عَائِشَةَؓ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَقُوْلُ لَوْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰى مَا اَحْدَثَ النِّسَآءُ لَمَنَعَهُنَّ كَمَا مُنِعَتْ نِسَاءُ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ .(رواہ مسلم

ترجمہ: حضرت عائشہؓ نبی کریم ﷺ کی زوجہ محترمہ فرماتی ہیں کہ اگر رسول اللہ ﷺ اس حالت کا مشاہدہ فرمالیتے جو عورتوں نے آپ ﷺ کے بعد (زیب وزینت کے ساتھ مساجد میں جانے کی) اختیار کی ہے تو یقیناً آپؐ انکو (مساجد وعیدگاہ جانے سے) روک دیتے جیسا بنی اسرائیل کی عورتوں کو روک دیا گیا تھا (اس کو مسلم نے روایت کیا ہے)

تشریح:۔عورتوں کے لیے مساجد میں آنا مکروہ ہے صرف بڑھیا عورتوں کے لیے بعض فقہا نے اجازت دی ہے وہ بھی اس شرط کے ساتھ کہ سر سے پیر تک برقعہ وغیرہ میں پردہ کیے ہوں اور زیب وزینت کر کے یا خوشبو لگا کر نہ نکلیں، بلکہ سادہ کپڑوں میں نکلیں، برقعہ بھی بھڑک دار نہ ہو، کوئی بجنے والا زیور نہ پہنیں۔ راستہ میں سڑک کے بیچ میں نہ چلیں بلکہ کنارہ پر مردوں سے علیحدہ چلیں اور بوڑھی عورتوں کے لیے بھی افضل یہی ہے کہ مسجد میں نہ جائیں بلکہ اپنے گھر میں نماز پڑھیں۔

عَنْ زَيْنَبَ امْرَاَةَ عَبْدِ اللّٰهِؓ، قَالَتْ :قَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :اِذَاشَهِدَتْ اِحْدَاكُنَّ الْمَسْجِدَ فَلَاتَمَسَّ طِيْبًا.

((رقم ۴۴۳مسلم، کتاب الصلوۃ ،باب خروج النساء الی المسجد)

ترجمہ:۔حضرت زینبؓ حضرت عبداللہ کی بیوی بیان کرتی ہیں کہ ہم سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی مسجد میں جانے کا ارادہ کرے تو خوشبو نہ لگائے۔نسائی

شریف میں اس حدیث کے آخری الفاظ ہیں فلاتقربن طیبا یعنی ہرگز خوشبو کے قریب نہ جائے۔

عَنْ مَّوْلٰی اَبِیْ رُھْم اَنَّ اَبَا ھُرَیْرَۃَ لَقِیَ اِمْرَاۃً مُتَطَیِّبَۃً، تُرِیْدُ الْمَسْجِدَ. فَقَالَ: یَا اَمَۃَ الْجَبَّارِ اَیْنَ تُرِیْدِیْنَ ؟ قَالَتْ: اَلْمَسْجِدَ، قَالَ وَلَہٗ تَطَیَّبْتِ؟ قَالَتْ نَعَمْ .قَالَ فَاِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اَیُّمَا امْرَاَۃٍ تَطَیَّبَتْ، ثُمَّ خَرَجَتْ اِلَی الْمَسْجِدِ ، لَمْ تُقْبَلْ لَھَا صَلٰوۃٌ حَتّٰی تَغْتَسِلَ .(ابن ماجه ،ترغیب ۸۵/۳)

ترجمہ:۔ ابورھم کے غلام نے بیان کیا کہ حضرت ابوھریرہؓ نے ایک عورت کو خوشبو لگائے ہوئے دیکھا جو مسجد میں جانے کا ارادہ رکھتی تھی آپؓ نے فرمایا: اے جبار کی بندی کہاں کا ارادہ ہے؟ اس نے کہا: مسجد کا، آپؓ نے فرمایا: تو نے اس کے لیے خوشبو لگائی ہے؟ اس نے کہا: جی ہاں، آپؓ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس نے خوشبو لگائی پھر مسجد کی طرف نکلی اسکی نماز قبول نہیں ہوگی یہاں تک کہ غسل کرلے ۔

فتنۂ خوشبو

عَنْ اَبِیْ مُوْسٰیؓ (الاشعری) قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَیُّمَا امْرَاَۃٍ اسْتَعْطَرَتْ فَمَرَّتْ عَلٰی قَوْمٍ لِیَجِدُوْا رِیْحَھَا فَھِیَ زَانِیَۃٌ وَ کُلُّ عَیْنٍ زَانِیَۃٌ .(رواه النسائی وابن خزیمة وابن حبان فی صحیحهما ورواه الحاکم ایضاً وقال صحیح الاسناد ،من الترغیب والترهیب للمنذری ۸۵/۳)

ترجمہ:۔ حضرت ابوموسی اشعریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو

عورت عطر لگا کر مردوں کے پاس سے گزرے تاکہ وہ اس کی خوشبو سونگھیں وہ عور
زنا کار ہے اور آنکھ جو بری نیت سے غیر محرم کو دیکھے زنا کار ہے۔ (اس کو نسائی نے سنن
اور ابن خزیمہ نے اور ابن حبان نے اپنی اپنی صحیح میں اور حاکم نے مستدرک میں روایت کیا۔
اور کہا اس کی اسناد صحیح ہے یہ روایت ترغیب وترہیب منذری سے ماخوذ ہے۔

عَنْ يَحْيَى بْنِ جَعْدَةَ اَنَّ عُمَرَؓ ابْنِ الْخَطَّابِ خَرَجَتْ اِمْرَاَةٌ عَلٰى
عَهْدِهٖ مُتَطَيِّبَةً فَوَجَدَ رِيْحَهَا فَعَلَاهَا بِالدُّرَّةِ ثُمَّ قَالَ تَخْرُجْنَ مُتَطَيِّبَاتٍ فَيَجِ
الرِّجَالُ رِيْحَكُنَّ وَاِنَّمَا قُلُوْبُ الرِّجَالِ عِنْدَ اُنُوْفِهِمْ اُخْرُجْنَ تَفِلَاتٍ
(عب کنز صفحہ ۱۳۱ ج۸)

ترجمہ: حضرت یحییٰ بن جعدہ (تابعی) فرماتے ہے کہ حضرت عمر بن الخطابؓ کے عہد
خلافت میں ایک عورت خوشبو لگا کر باہر نکلی جس کی خوشبو حضرت عمرؓ کو محسوس ہوئی تو
حضرت عمر فاروقؓ نے اس کو مارنے کے لیے درہ اٹھایا اور فرمایا تم ایسی خوشبو لگا کر نکلتی ہو
جس کی مہک مردوں کو بھی معلوم ہوتی ہے۔ مردوں کے قلوب تو ان کی ناک کے سر پر
ہیں (یعنی جلدی مائل ہوتے ہیں) میلی کچیلی بغیر خوشبو کے نکلا کرو۔

شوہر کی عدم موجودگی میں خوشبو نہ لگائے

عَنْ اَسْمَآءَ بِنْتِ اَبِیْ بَكْرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ تَعَالٰى عَنْهَا اَنَّهَا زَارَتْ
اُخْتَهَا عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا وَالزُّبَيْرُ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ غَائِبٌ
فَدَخَلَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَجَدَ رِيْحَ طِيْبٍ فَقَالَ: مَا عَلَى الْمَرْاَةِ
اَنْ لَا تَتَطَيَّبَ وَزَوْجُهَا غَائِبٌ۔ رواہ الطبرانی (مجمع الزوائد ۴/۳۱۴)

حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ میں اپنی بہن عائشہ رضی اللہ عنہا سے ملاقات کو گئی اور میرے شوہر زبیر کہیں باہر تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عطر کی خوشبو محسوس کی تو فرمایا: عورت پر لازم ہے کہ جب اس کا شوہر موجود نہ ہو تو وہ خوشبو نہ لگائے۔
(اس کو طبرانی نے روایت کیا، مجمع الزوائد ۴/۳۱۴)

تشریح:۔ خیال رہے کہ عورت کا خوشبو اور زینت اختیار کرنا شوہر کے واسطے ہے تاکہ دونوں کے درمیان لگاؤ، محبت اور ایک دوسرے کی طرف میلان زیادہ ہو اور حسن معاشرت قائم رہے۔

افسوس آج کل عورتیں گھر میں تو میلی کچیلی اور بغیر زینت کے رہتی ہیں اور جب وہ باہر نکلتی ہیں تو بن سنور کر نکلتی ہیں، ایسا کیوں؟ یہ اظہار زینت غیر کے لیے نہیں تو اور کس کے لیے ہے؟ گویا دوسروں کو اپنی طرف مائل کرنے کے لیے ایسا کرتی ہیں۔

مسلمان گھرانوں میں بری اور ممنوع عادات غیر مسلموں سے رائج ہوئی ہیں چونکہ ان کے یہاں نہ تو پردہ ہے نہ حلال و حرام کی تمیز۔ ان کا تو شیوہ ہے کہ حسن اور فیشن کی نمائش سے دوسرے متوجہ ہوں، اسلام میں تو یہ زنا ہے۔

شوہر کی اجازت کے بغیر گھر سے نہ نکلیں

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُمَا قَالَ : . سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ: .اِنَّ الْمَرْأَۃَ اِذَا خَرَجَتْ مِنْ بَیْتِهَا وَ زَوْجُهَا کَارِہٌ لَعَنَهَا کُلُّ مَلَکٍ فِی السَّمَآءِ وَکُلُّ شَیْءٍ مَرَّتْ عَلَیْہِ غَیْرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ حَتّٰی تَرْجِعَ ۔رواہ الطبرانی فی الاوسط ،ورواته ثقات الا سوید بن عبد

العزیز (الترغیب ۵۹/۳)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ فرما رہے تھے: جب عورت اپنے گھر سے نکلتی ہے اس حال میں کہ اس کا خاوند (گھر سے نکلنا) ناپسند کرتا ہے، تو آسمان کے سارے فرشتے اور جس جگہ سے گزرتی ہے وہ ساری چیزیں انسانوں اور جنوں کے علاوہ سب اس پر لعنت کرتی ہیں یہاں تک کہ وہ واپس آجائے۔

تشریح:۔ اللہ کی پناہ شوہر کو ناراض کر کے نکلنے یا اس کی بغیر اجازت سے نکلنے کی سخت سزا ہے کہ ہر چیز اس پر لعنت کرتی ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کا ارشاد بیان کیا:۔

اَیُّمَا امْرَاَۃٍ خَرَجَتْ مِنْ بَیْتِ زَوْجِھَا بِغَیْرِ اِذْنِ زَوْجِھَا کَانَتْ فِیْ سَخَطِ اللّٰہِ تَعَالٰی حَتّٰی تَرْجِعَ اِلٰی بَیْتِھَا اَوْ یَرْضٰی عَنْھَا زَوْجُھَا ۔

(الفتح الکبیر ۴۹۴/۱)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو عورت شوہر کے گھر سے اس کی اجازت کے بغیر باہر نکلے، وہ اللہ کے غضب میں گرفتار رہتی ہے، جب تک گھر واپس نہ آجائے یا شوہر اس سے راضی نہ ہو جائے۔

عورت نکاح سے پہلے والدین کے ماتحت ہوتی ہے اور نکاح کے بعد شوہر کے ماتحت ہو جاتی ہے وہ اگر آزاد رہے گی تو شیطان کے تابع ہو جائے گی، آزادی تو شیطان کی غلامی ہے۔

نامحرم مرد سے بات چیت

عَنْ عَمْرٍوؓ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ تُكَلَّمَ النِّسَآءُ اِلَّا بِاِذْنِ اَزْوَاجِهِنَّ. (رواه الطبرانی فی الکبیر)

ترجمہ:۔ حضرت عمروؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے کہ عورتوں سے بغیر شوہر کی اجازت کے بات چیت کی جائے (اس کو طبرانی نے کبیر میں روایت کیا ہے)

تشریح:۔ ظاہر ہے کہ عورت کی گفتگو اور آواز میں قدرت نے طبعی طور پر ایک نرمی اور نزاکت رکھی ہے لہذا احتیاط اسی میں ہے کہ ان سے بلا ضرورت بات چیت نہ کی جائے ہاں عند الضرورت شوہروں اور باپوں سے یا اولیاء سے اجازت لے کر بقدر ضرورت جائز ہے۔

عَنِ الْحَسَنِ مُرْسَلاً قَالَ بَلَغَنِىْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَا تُحَدِّثْنَ مِنَ الرِّجَالِ اِلَّا مَحْرَماً. (رواه ابن سعد)

ترجمہ:۔ حضرت حسن بصریؒ سے مرسلا روایت ہے وہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عورتیں اپنے محرموں کے سوا اور مردوں سے بات نہ کریں۔

(اس کو ابن سعد نے روایت کیا ہے)

مردوں کو نامحرم عورتوں کے پاس جانے کی ممانعت

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِيَّاكُمْ وَالدُّخُوْلَ عَلَى النِّسَآءِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَرَاَيْتَ الْحَمْوُ قَالَ الْحَمْوُ الْمَوْتُ.

(رواہ البخاری ۴۹۳۴/ومسلم ۱۱۷۱)

ترجمہ:۔ حضرت عقبہ بن عامرؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا ہے کہ عورتوں کے پاس آنے جانے سے بچو۔ کسی نے کہا یا رسول اللہ ﷺ شوہر کے بھائی (وغیرہ) کا کیا حکم ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا شوہر کا بھائی تو موت ہے۔ (یعنی اس سے فتنہ کا اندیشہ بہت زیادہ ہے) (اس کو بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے)

تشریح:۔ اس حدیث میں بے ضرورت و بے تکلف عورتوں کے پاس آمد و رفت رکھنے کو حرام فرمایا ہے اور فطرت صحیح اور دلالت صریحہ سے ثابت ہے کہ اس آمد و رفت کا انسداد اسی پردہ مروجہ سے ہے ورنہ اور کوئی امر اس درجہ کا قوی مانع نہیں چنانچہ مشاہدہ ہے کہ جب پردہ شرعی نہ ہوگا تو یہ بے جا آمد و رفت بھی ضرور رہے گی اور ایسی آمد و رفت ناجائز ہے تو بے پردگی جو اس کا ذریعہ ہے وہ بھی ناجائز ہے۔ پس پردہ شرعی واجب ہے۔

عَنْ عُمَرَؓ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ لَا يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَاَةٍ اِلَّا كَانَ ثَالِثَهُمَا الشَّيْطَانُ.

(رواہ الترمذی، مشکاۃ ۳۱۱۸)

ترجمہ:۔ حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب کوئی مرد کسی عورت سے تنہائی میں ملتا ہے تو اس کے ساتھ تیسرا ساتھی شیطان ہوتا ہے (اس کو ترمذی نے روایت کیا ہے)

تشریح:۔ نامحرم مرد وعورت کا تنہا ایک جگہ بیٹھنا حرام ہے اور اگر بے پردہ نہ ہو تو عادت اور مشاہدہ گواہ ہے کہ ہرگز اس میں احتیاط نہ کی جائے گی۔ بالخصوص آج کل کے بیباک اور آزاد لوگوں سے یہ امر یقینی ہے۔ پس بے پردگی ذریعہ ہوگی اس تنہائی کا، اور یہ تنہائی حرام کاری کا، تو اس کا ذریعہ بھی حرام ہے۔ لہذا پردہ واجب ہے۔

نامحرم عورتوں سے ملاقات اور مصافحہ

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِیْ حَدِیْثٍ طَوِیْلٍ اَلْیَدُ زَنَاهَا اَلْبَطْشُ ۔ (الحدیث رواہ مسلم، مشکاۃ ۸۶)

ترجمہ:۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے طویل حدیث میں روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہاتھ کا زنا (نامحرم) کو پکڑنا ہے (الحدیث اس کو مسلم و بخاری نے روایت کیا ہے)

تشریح:۔ ظاہر ہے کہ نامحرم کو بلا ضرورت ہاتھ لگانا ہاتھ کا زنا ہے تو مصافحہ کس طرح جائز ہوگا۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے کبھی کسی ایسی عورت کے ہاتھ کو مس نہیں کیا جو آپ ﷺ کے نکاح میں نہ ہو (بخاری) نیز ابن ماجہ کی ایک روایت میں صراحۃً منقول ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا میں عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتا۔

عَنْ مَّعْقَلِ بْنِ یَسَارٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَاَنْ یُّطْعَنَ فِیْ رَاْسِ اَحَدِکُمْ بِمَخْیَطٍ مِّنْ حَدِیْدٍ خَیْرٌ لَّهٗ مِنْ اَنْ یَّمَسَّ اِمْرَاَةً لَا تَحِلُّ لَهٗ ۔ (رواہ الطبرانی والبیہقی ورجال الطبرانی ثقات، الترغیب ۳/ ۳۹)

ترجمہ:۔ حضرت معقلؓ بن یسار سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ تم میں سے کسی کے سر میں سوئی چبھو دی جائے یہ اس سے بہتر ہے کہ وہ ایسی عورت کو چھوئے جو

اس کے لیے حلال نہیں ۔اس کو طبرانی اور بیہقی نے روایت کیا ہے اور طبرانی کے راوی ثقات ہیں، صحیح بخاری کے راویوں میں سے ہیں۔

تشریح:اس حدیث سے معلوم ہوا کہ غیر محرم عورت سے مصافحہ کرنا حرام ہے۔

عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ اِیَّاکَ وَالْخَلْوَةَ بِالنِّسَآءِ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ مَاخَلَا رَجُلٌ بِامْرَاَةٍ اِلَّا وَدَخَلَ الشَّیْطَانُ بَیْنَهُمَا وَلَاَنْ یَزْحَمَ رَجُلٌ خِنْزِیْرًا مُتَلَطِّخًا بِطِیْنٍ اَوْحَمْاَةٍ خَیْرٌلَّهٗ مِنْ اَنْ یَّزْحَمَ مَنْکِبُهٗ اِمْرَاَةٍ لَا تَحِلُّ لَهٗ. (رواہ الطبرانی، الترغیب ۳۹/۳)

ترجمہ: حضرت ابوامامہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خبردار جو تو اکیلا کسی عورت کے پاس بیٹھا۔قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے جب کوئی مرد کسی عورت سے تنہائی میں ہوتا ہے تو شیطان ان دونوں کے درمیان گھس آتا ہے کیچڑ میں بھرے ہوئے سوٗر سے بدن کا لگ جانا اس سے بہتر ہے کہ اس کا کندھا کسی ایسی عورت کے کندھے سے لگ جائے جو کہ اس پر حلال نہیں ہے (اس کو طبرانی نے روایت کیا ہے)

نامحرم عورتوں کو سلام کرنا

لَیْسَ لِلنِّسَآءِ سَلَامٌ وَلَا عَلَیْهِنَّ سَلَامٌ .(اخرجه ابونعیم فی الحلیة عن عطاء الخراسانی مرسلاً ،کنزالعمال ص ۲۲۳ ج۸)

ترجمہ:۔(مردوں کا) عورتوں کو سلام کرنا۔اسی طرح (اجنبی) مردوں کو سلام کرنا جائز نہیں ہے اس کو ابونعیم نے حلیہ میں عطا خراسانی (تابعی) سے مرسلاً روایت کیا ہے۔

عورتوں کی مسجد گھر ہے

عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْهَا عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: خَیْرُ مَسَاجِدِ النِّسَاءِ قَعْرُ بُیُوْتِهِنَّ۔(رواہ احمد والطبرانی فی الکبیر وابن خزیمة فی صحیحه والحاکم وقال صحیح الأسناد)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عورتوں کی مسجدیں ان کے گھروں کی کوٹھری (آخری کمرہ) ہے۔

تشریح:۔ مطلب یہ ہے کہ عورتوں کو زیادہ سے زیادہ پردے کا حکم ہے، مسجد کے مقابلہ میں گھر ہے اور پھر گھر کے مقابلے میں گھر کا کونہ زیادہ پردہ کا باعث ہے، اس لیے عورتوں کے لیے گھر کا کونہ بہترین نماز پڑھنے کی جگہ ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ صَلٰوةُ الْمَرْاَةِ فِیْ بَیْتِهَا اَفْضَلُ مِنْ صَلٰوتِهَا فِیْ حُجْرَتِهَا وَصَلٰوتِهَا فِیْ مَخْدَعِهَا اَفْضَلُ مِنْ صَلٰوتِهَا فِیْ بَیْتِهَا.(ھذا حدیث صحیح علی شرط الشیخین ولم یخرجاہ)

ترجمہ:۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ عورت کا گھر کے اندر نماز پڑھنا صحن میں نماز پڑھنے سے افضل ہے اور کوٹھری میں نماز پڑھنا گھر کے اندر پڑھنے سے افضل ہے (یہ حدیث بخاری اور مسلم کی شرائط کے مطابق صحیح ہے لیکن انہوں نے تخریج نہیں کی، مستدرک ص۲۰۹ ج۱)

عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خَیْرُ مَسَاجِدِ النِّسَآءِ قَعْرُ بُیُوْتِهِنَّ.(مستدرک ص۲۰۹ ج۱)

ترجمہ:۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ عورتوں کے لیے بہتر مسجد ان کے گھر کی کوٹھڑی ہے۔

صحن کے مقابلہ میں کمرہ بہتر ہے

وَعَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَلَاۃُ الْمَرْاَۃِ فِیْ بَیْتِھَا خَیْرٌ مِّنْ صَلَاتِھَا فِیْ حُجْرَتِھَا ۔رواہ الطبرانی فی الاوسط باسناد جید(ترغیب ۱/۲۲۶)

انہیں ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عورتوں کی نماز گھر کے صحن کے مقابلہ میں کمرے میں بہتر ہے۔

تشریح:۔ مطلب یہ ہے کہ بڑا گھر ہو تو گھر کے مقابلہ میں حجرہ اور کمرے میں بہتر ہے اس لیے کہ اس میں زیادہ پردہ ہے، اسی طرح صحن کے مقابلہ میں گھر کے کمرے میں بہتر ہے

عورتوں کو اندھیرے میں نماز پڑھنا افضل ہے

عَنْ اَبِی الْاَحْوَصِ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ:اِنَّ اَحَبَّ صَلَاۃِ الْمَرْاَۃِ اِلَی اللّٰہِ فِیْ اَشَدِّمَکَانٍ فِیْ بَیْتِھَا ظُلْمَۃً۔(ترغیب ۱/۲۲۷)

حضرت ابوالاحوص حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عورتوں کی وہ نماز اللہ کو زیادہ پسند ہے جو سب سے زیادہ اندھیرے کمرے میں پڑھی گئی ہو۔

عورتیں راستہ میں کس طرح چلیں

عَنِ ابْنِ عُمَرَ (مَرْفُوْعاً) لَيْسَ لِلنِّسَآءِ نَصِيْبٌ فِي الْخُرُوْجِ اِلَّا مُضْطَرَّةً، وَلَيْسَ لَهُنَّ نَصِيْبٌ فِي الطُّرُقِ اِلَّا الْحَوَاشِيْ.

(طبرانی الفتح الکبیر ۳/۶۵. کنز العمال ۶/۱۶۳)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: عورتوں کو باہر نکلنے کی اجازت نہیں، مگر یہ کہ شدید ضرورت اور مجبوری ہو، اور وہ راستوں میں نہ چلیں مگر راستہ کے کناروں پر۔

عَنْ اَبِيْ اُسَيْدٍ عَنْ اَبِيْهِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا اَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ وَهُوَ خَارِجٌ مِّنَ الْمَسْجِدِ فَاخْتَلَطَ الرِّجَالُ مَعَ النِّسَآءِ فِي الطَّرِيْقِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اِسْتَأْخِرْنَ فَاِنَّهُ لَيْسَ لَكُنَّ اَنْ تَحْقُقْنَ الطَّرِيْقَ عَلَيْكُنَّ بِحَافَّاتِ الطَّرِيْقِ. فَكَانَتِ الْمَرْاَةُ تَلْتَصِقُ بِالْجِدَارِ حَتّٰى اِنَّ ثَوْبَهَا لَيَتَعَلَّقُ بِالْجِدَارِ مِنْ لُصُوْقِهَا بِهٖ.

(ابو داود، کتاب الادب باب/۱۸۰ رقم الحدیث ۵۲۷۲)

حضرت ابو اسید اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس وقت کہتے ہوئے سنا جب آپ مسجد سے باہر تشریف فرما تھے کہ آپ نے مردوں اور عورتوں کو ایک دوسرے سے مخلوط راستہ میں چلتے دیکھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عورتیں پیچھے رہیں کیونکہ تم کو راستے کے درمیان چلنے کی اجازت نہیں، تم پر لازم ہے کہ راستہ کے کنارے پر چلو، پس عورتیں دیوار سے مل کر چلنے لگیں

یہاں تک کہ بعض دفعہ عورت کا کپڑا دیوار سے اٹک جاتا دیوار سے مل کر چلنے کی وجہ سے۔

تشریح:۔حدیث پاک میں ضرورت پر گھر سے باہر چلنے کا طریقہ ذکر کیا گیا ہے کہ راستہ کے بیچ میں نہ چلیں، اس لیے کہ راستہ کے درمیان عموماً تیز سواریاں اور مرد زیادہ چلتے ہیں، لہذا مردوں کے اختلاط سے بچنے کے لیے یہ حکم ہے، اس طرح کئی بار سواریوں سے ٹکرانے اور حادثے کا بھی اندیشہ رہتا ہے، اور کنارے کنار چلنے میں ہر طرح کے خطروں سے بچاؤ ہے اور پردہ بھی زیادہ رہتا ہے اس لیے شریعت کی تعلیم ہے کہ کنارے پر چلیں۔

سفر

انسانی ضروریات میں سے سفر بھی ایک اہم ضرورت ہے۔ یہ بھی بغیر محرم کے درست نہیں کیونکہ غیر محرم کیساتھ یا اکیلے سفر کرنے سے بہت سے خطرات پیش آتے ہیں اس لیے حضورﷺ کا ارشاد ہے:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ :قَالَ رَسُوْ لُ اللهِ ﷺ لَا يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَاَةٍ وَلَا تُسَافِرَنَّ اِمْرَاَةٌ اِلَّا وَمَعَهَا مَحْرَمٌ ، فَقَالَ رَجُلٌ يَارَسُوْلَ اللهِ ! اُكْتُتِبْتُ فِىْ غَزْوَةِ كَذَا وَ كَذَا ،وَخَرَجَتِ امْرَاَتِىْ حَاجَةً .قَالَ: اِذْهَبْ فَاحْجُجْ مَعَ امْرَاَتِكَ .متفق عليه (مشكاة، ٢٥١٣)

ترجمہ:۔عبداللہ بن عباسؓ راوی ہیں کہ رسول اللہﷺ نے فرمایا: ہر گز کوئی مرد کسی عورت کے ساتھ تنہائی میں نہ ملے اور نہ ہی کوئی عورت بغیر محرم کے سفر کرے۔ایک آدمی نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرا نام فلاں غزوے میں لکھ دیا گیا ہے اور میری بیوی حج کے لیے تیار ہو چکی ہے؟ آپﷺ نے فرمایا: جاؤ اپنی بیوی کے ساتھ حج کرو۔(بخاری، مسلم

،مشکاۃ ۲۵۱۳)

فائدہ: حضور اکرم ﷺ نے جہاد پر بیوی کے ساتھ حج پر جانے کو ترجیح دی۔ یہ بات قابل غور ہے یعنی آپ ﷺ نے حج پر بھی تنہا جانے کی اجازت نہ دی۔ اس سے معلوم ہوا کہ خاوند یا محرم کے بغیر عورت کو حج پر جانا جائز نہیں ہے۔ جو عورتیں آج کل ایسا کرتیں ہیں گناہ ہے۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ عورت کے لئے خاوند یا محرم کے بغیر اکیلے سفر کرنا جائز نہیں گناہ ہے اور حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی نافرمانی ہے۔

علاج معالجہ

عَنْ جَابِرٍ اَنَّ اُمَّ سَلَمَةَ اِسْتَاذَنَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فِی الْحِجَامَةِ، فَاَمَرَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَبَا طَیْبَةَ اَنْ یَّحْجِمَهَا، قَالَ: حَسِبْتُ اَنَّهُ کَانَ اَخَاهَا مِنَ الرَّضَاعَةِ اَوْ غُلَامًا لَمْ یَحْتَلِمْ. (رواہ مسلم ۲۲۰۶ و ابوداؤد ۴۱۰۵ و ابن ماجہ ۳۴۸۰)

ترجمہ: حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ ام سلمہؓ نے رسول اللہ ﷺ سے سینگی لگوانے کی اجازت چاہی تو آپ ﷺ نے ابوطیبہ کو حکم فرمایا کہ ام سلمہؓ کے سینگی لگائے۔ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ میرے خیال میں ابوطیبہ حضرت ام سلمہؓ کے دودھ شریک بھائی ہیں یا نابالغ لڑکے تھے (جسکی وجہ سے ام سلمہؓ کو ان کے سامنے آنے کی اجازت دے دی)۔

تشریح:۔ معلوم ہوا کہ بضرورتِ علاج اگرچہ غیر محرم کو دکھلانا جائز ہے، مگر پھر بھی جہاں تک کوئی محرم معالج ہو سکے وہ بہتر ہے۔

دو جہنمی گروہ

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: صِنْفَانِ مِنْ اَھْلِ النَّارِ لَمْ اَرَھُمَا. قَوْمٌ مَعَھُمْ سِیَاطٌ کَاَذْنَابِ الْبَقَرِ یَضْرِبُوْنَ بِھَا النَّاسَ. وَ نِسَاءٌ کَاسِیَاتٌ، عَارِیَاتٌ، مُمِیْلَاتٌ مَائِلَاتٌ، رُءُوْسُھُنَّ کَاَسْنِمَۃِ الْبُخْتِ الْمَائِلَۃِ، لَا یَدْخُلْنَ الْجَنَّۃَ، وَلَا یَجِدْنَ رِیْحَھَا. وَاِنَّ رِیْحَھَا لَیُوْجَدُ مِنْ مَّسِیْرَۃِ کَذَا وَکَذَا. (مسلم، کتاب اللباس والزینۃ، باب النساء الکاسیات ... (۲۱۲۸)

حضرت ابوھریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دوزخیوں کی دو قسمیں ہیں جنہیں ہم نے نہیں دیکھا، (۱) کچھ لوگ ہوں گے جن کے پاس گائے کی دُم جیسے چابک ہوں گے ان کے ساتھ وہ لوگوں کو ماریں گے۔ (۲) عورتوں کی ایک جماعت ہوگی جو لباس پہن کر برہنہ ہوگی، مردوں کو اپنی طرف مائل کرنے والیاں، خود ان کی طرف مائل ہونے والیاں، ان کے سر بختی اونٹوں کی جھکی ہوئی کہانوں کی طرح ہوں گے، وہ نہ جنت میں داخل ہوں گی اور نہ ہی اس کی خوشبو پائیں گی، حالانکہ اسکی خوشبو بہت دور کی مسافت سے محسوس کی جائے گی۔ (مسلم)

امام طبرانیؒ نے معجم صغیر میں صحیح سند سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت کے آخر میں ایسی عورتیں ہوں گی جو لباس پہنے ہوئے ننگی ہوں گی ان کے سر بختی اونٹوں کی جھکی ہوئی کوہانوں کی طرح ہوں گے، ان پر لعنت کرو کیونکہ وہ لعنتی ہیں (یعنی خدا کی رحمت سے محروم ہیں) (حجاب المراۃ ص ۵۶)

تشریح:۔ کپڑے پہنے ہوئے ننگی ہوں گی اس کے تین مطلب ہو سکتے ہیں۔ (۱) جسم کا کچھ حصہ کپڑے کے بغیر ننگا ہوگا جیسے آج کل ماڈرن عورتیں سر، گردن، بازو اور سینے کا ایک حصہ برہنہ رکھتی ہیں (۲) یا یہ کہ وہ حد سے زیادہ تنگ لباس پہنیں گی جس سے انکے اعضاء بدن ظاہر ہوں گے، آج کل یہ وباء بھی عام ہے۔ (۳) اور یہ کہ ان کا لباس اتنا باریک ہوگا جو ان کا جسم چھپا نہ سکے گا۔ یاد رکھیے مذکورہ قسم کے لباس پہننے والی سب عورتیں اس حدیث کے حکم میں داخل ہیں۔

مائل کرنے والیاں کے کئی مطلب ہو سکتے ہیں (۱) بن سنور کر میک اپ کر کے مردوں کے سامنے آنا۔ (۲) عمدہ قسم کے کپڑے یا باریک کپڑے پہن کر سامنے پھرنا اور دعوت نظارہ دینا وغیرہ۔

عورتوں کو زیارت قبور کی اجازت نہیں

مردوں کے لیے زیارت قبور احادیث سے ثابت ہے جبکہ سنت کے مطابق ہو، عورتوں کو زیارت قبور کی اجازت نہیں۔ ہم حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا اس مسئلہ کے بارے میں ایک ارشاد درج کرتے ہیں جو ان کے ملفوظات میں چھپا ہوا ہے:

سوال:۔ حضور! اجمیر شریف میں خواجہ صاحب کے مزار پر عورتوں کو جانا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: غنیۃ میں ہے یہ نہ پوچھو کہ عورتوں کا مزارات پر جانا جائز ہے یا نہیں بلکہ یہ پوچھو کہ اس عورت پر کس قدر لعنت ہوتی ہے۔ اللہ کی طرف سے اور کس قدر صاحب قبر کی طرف سے جس وقت وہ گھر سے ارادہ کرتی ہے لعنت شروع ہو جاتی ہے اور جب تک

واپس آتی ہے ملائکہ لعنت کرتے رہتے ہیں۔سوائے روضہ انور کے کسی مزار پر جانا جائز نہیں۔وہاں کی حاضری البتہ سنت جلیلہ عظیمہ قریب بواجبات ہے۔اور قرآن عظیم نے اسے مغفرت ذنوب کا تریاق بتایا۔لَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ جَاءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ۔(اگر وہ جب اپنی جانوں پر ظلم کریں۔تمہارے حضور حاضر ہوں۔پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کے لیے معافی مانگے تو ضرور اللہ کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں گے)خود حدیث میں ارشاد ہوا:مَنْ زَارَ قَبْرِیْ وَجَبَتْ لَهٗ شَفَاعَتِیْ (جو میرے مزار کریم کی زیارت کو حاضر ہوا اس کے لیے میری شفاعت واجب ہوگئی)دوسری حدیث میں ہے:مَنْ حَجَّ وَلَمْ يَزُرْنِیْ فَقَدْ جَفَانِیْ (جس نے حج کیا اور میری زیارت کو نہ آیا بے شک اس نے مجھ پر جفا کی)ایک تو یہ ادائے واجب،دوسرے قبول توبہ،تیسرے دولت شفاعت حاصل ہونا،چوتھے سرکار کے ساتھ معاذ اللہ جفا سے بچنا۔یہ عظیم اہم امور ایسے ہیں جنہوں نے سب سرکاری غلاموں اور سرکاری کنیزوں پر خاک بوسی آستان عرش نشان لازم کردی۔بخلاف دیگر قبور مزارات کہ وہاں ایسی تاکیدیں مفقود اور احتمال مفسدہ موجود اگر عزیزوں کی قبریں ہیں بے صبری کرے گی۔اولیاء کے مزار ہیں تو محتمل کہ بے تمیزی سے بے ادبی کرے یا جہالت سے تعظیم سے افراط۔جیسا کہ معلوم مشاہد ہے۔لہذا ان کے لیے طریقہ اسلم احتراز ہی ہے۔

بدریا منافع بے شمار است ☆ اگر خواہی سلامت برکنار است

دریا میں منافع بے شمار ہیں۔اگر تو سلامتی چاہتا ہے تو کنارے پر رہ۔

(الملفوظ حصہ دوم ص ۱۰۸)

اہل علم حضرات اگر زیارت قبور کے بارے میں فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کا مفصل اور مدلل فتوی پڑھنا چاہتے ہوں تو فتاوی رضویہ جلد نہم ملاحظہ فرمائیں۔

مطبوعہ: رضا فاؤنڈیشن، جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

اصلاح معاشرہ کا پیغام

مذکورہ بالا آیات مبارکہ واحادیث شریفہ پر عمل کرتے ہوئے درج ذیل امور میں خواتین اور مرد مکمل پرہیز کریں۔

(۱) مخلوط پروگراموں میں نہایت سنجیدگی اور متانت اختیار کریں، خواتین نقاب وحجاب پر عمل کریں۔

(۲) نظام حکومت میں شامل خواتین خود کو محفوظ رکھیں۔

(۳) قومی وصوبائی اسمبلیوں، ناظمین، نائب ناظمین اور ممبران خواتین حجاب پر عمل کریں۔

(۴) پرنسپلز، ہیڈ ماسٹرز، پروفیسرز، گزٹیڈ آفیسران استانیاں اور ٹیچرز اپنے اپنے اداروں میں شرعی قواعد وضوابط کو بروئے کار لائیں۔ تاکہ ان کے زیر تعلیم طالبات، طلبہ اور دیگر شعبہ جات میں اہل خدمت افراد بھی حجاب ونقاب کی پابندی اپنائیں تاکہ مجموعی طور پر معاشرہ اصلاح پذیر ہو۔

(۵) ٹی وی، ڈراموں، مختلف پروگراموں میں حکومت عریانی، فحاشی، نخرہ بازی اشاروں کی زبان میں گفتگو اور مکالمہ جات پر پابندی لگائے۔

(۶) لڑکوں اور لڑکیوں کے تعلیمی ادارے علیحدہ علیحدہ ہوں۔

(۷) شادی بیاہ کے پروگراموں، منگنی، تیل مہندی وغیرہ میں برہنہ سر، برہنہ چہرہ اور غیر ضروری میک اپ سے مرد و خواتین پرہیز کریں۔ ڈھول، بینڈ، باجے سے بھی قطعی اجتناب ضروری ہے۔

(۸) تمام مرد اور خواتین غیر شرعی حرکات و اعمال اختیار نہ کریں بلکہ سیرت و کردار کی تعمیر کو پیش نظر رکھیں۔

(۹) مردانہ، زنانہ کلبز، تھیٹرز، سینما وغیرہ میں بے پناہ بے حجابی اور سرور کے پروگراموں سے اجتناب کریں۔

(۱۰) شرعی طور پر جن نامحرم مردوں اور عورتوں پر قرآنی پابندی کا ذکر ہے اس پر سختی سے عمل کریں۔

(۱۱) لڑکوں اور لڑکیوں کے کالجوں، سکولوں اور مختلف تعلیمی و تربیتی اداروں میں ذمہ داران خود بھی حجاب وغیرہ اختیار کریں اپنے زیر اثر اور زیر تربیت لڑکوں اور لڑکیوں اور ٹرینگ والے طلبہ و طالبات کو سختی سے پابندی کرائیں۔

(۱۲) جشن بہاراں او میراتھن ریس کے فتنے پیدا نہ کریں۔

(۱۳) سیاست میں مخلوط پروگرموں کو شرعی اور اصلاحی اطوار میں ترتیب دیا کریں۔

(۱۴) بازاروں میں دکانوں پر خرید و فروخت کے مواقع پر خصوصی طور پر پردہ داری کو اختیار کریں۔

(۱۵) تحریر کردہ اکثر اداروں اور مقامات پر جہاں بے شمار خواتین اپنے اپنے شعبے میں بے پردہ اور غیر شرعی انداز میں کام کرتیں ہیں، ان ہی اداروں میں کئی خواتین نقاب اور حجاب میں کامیاب طور پر اپنی اپنی ذمہ داریوں کو سر انجام دیتی ہیں، اگر وہ خواتین

حجاب اور نقاب میں کامیابی سے ذمہ داریوں کو سرانجام دے سکتیں ہیں، اعلیٰ سرکاری اور غیر سرکاری اداروں میں ملازمت کرسکتیں ہیں تو یہ کہنا بالکل اور قطعی غلط ہے کہ پردہ کامیابی اور ترقی میں رکاوٹ بنتا ہے۔

عام پڑھے لکھے لوگ بے پردگی اور بے حجابی کو بڑھانے کے لیے یہ کہہ دیتے ہیں کہ پردہ ترقی اور تعلیم میں رکاوٹ ہے۔ کیا ان کے سامنے صحابیاتؓ اور ازواج مطہراتؓ کی پاکیزہ زندگیاں نہیں، کیا وہ پاک فطرت اور ہر وقت پردے کا خیال رکھنے والی مستورات کامیاب نہ تھیں، اب بھی پردے میں رہ کر تمام کامیابیاں حاصل کی جاسکتیں ہیں۔

جس طرح علاج معالجہ میں طبیب اور مریضہ اپنی اپنی حدود میں نقاب وحجاب میں عمل کرتے ہیں، اسی طرح ہر شعبہ میں عذر اور حالات کی روشنی میں سنجیدہ اور متین انداز میں خواتین حجاب اور نقاب کے ساتھ وسیع پیمانے پر ہر شعبہ حیات میں کام کرسکتیں ہیں، اسی قسم کے پروگراموں میں اصلاح اعمال واحوال کا کام کیا جاسکتا ہے۔

ٹی وی کے جملہ چینلوں پر پیش کیے جانے والے پروگرام فحاشی، عریانی، نیم برہنگی اور بے حیائی پر مشتمل ہوتے ہیں جن کی موجودگی میں باپ بیٹی، ماں بیٹا، سسر بہو، ساس داماد اور خاص طور پر شریف النفس مہمانوں کی موجودگی میں اکٹھے بیٹھ کر دیکھنا ناممکن ہو کر رہ گیا ہے۔ کئی نیک فطرت خواتین اور طالبات ایسے پروگراموں کے انعقاد پر چیخ اٹھی ہیں اور بلبلا رہی ہیں، اخبارات میں ان کے بیانات شائع ہو رہے ہیں۔

ٹی وی خبروں کے درمیان تمام چینلوں پر وقفہ، کمرشل بریک وغیرہ کے وقت تو بے حیائی اور فحش اشتہاروں نے بے غیرتی کے ریکارڈ توڑ دیے ہیں سمجھ نہیں آتی کیا یہ

پاکستان کی مسلم بیٹیاں اور سیدۃ النساءؓ العالمین کے اسوہ کی مظہر ہیں یا یہود و نصاریٰ اور ہندو کی نمائندہ ہیں، کیا ازواج مطہراتؓ کی سیرت و کردار کی خوگر ہیں یا سب کی سب ایکٹریں اور ہیروئنوں کی رشتہ دار ہیں ایسے سب چینلوں کو بند ہونا چاہئیں، پوری قوم کو غیرت اور حیا کا مظاہرہ کرتے ہوئے ان پروگراموں کو ختم اور بند کروانے کے لیے احتجاج اور بائیکاٹ کرنا چاہیے۔

روشن خیالی اور تعلیم اسلامی

مغربی معاشرے کی طرح جہاں مرد و عورت دونوں ہر قسم کی اخلاقی پابندی سے بالاتر ہو کر مخلوط ماحول میں رہتے ہیں اور مل کر کارخانوں فیکٹریوں اور دیگر کارگاہ حیات میں باہم ملکر کام کرتے نظر آتے ہیں۔ مسلمانوں کے لیے ایسا مخلوط ماحول اسلام ہرگز پسند نہیں کرتا بلکہ اسلام کی رو سے مرد کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ بیوی بچوں کے لیے روزی کما کے لائے۔ اور عورت بیوی کی حیثیت سے گھر میں ٹھہرے اور امور خانہ داری بجالائے۔ یہی عورت کی اصل ذمہ داری ہے۔ اس کی یہ ذمہ داری ہرگز نہیں کہ وہ بھی روزی کمانے گھر سے نکلے اور مردوں میں گھل مل کے کام کرے۔ لیکن اس کا یہ مفہوم نہیں کہ عورت کو روزی کمانے کی کسی صورت میں اجازت ہی نہیں وہ اپنے گھر میں رہ کر سلائی مشینوں اور دیگر گھریلو صنعتوں اور دستکاری کاموں کے ذریعے گھر میں بیٹھے ملکی ترقی میں حصہ لے سکتی ہے۔ ایران انقلاب کے بعد عراق کے ساتھ طویل جنگ جاری رکھنے کے باوجود جسطرح اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے میں کامیاب ہوا ہے اس میں باپردہ ایرانی عورتوں کی گھریلو صنعتوں کا بہت بڑا دخل ہے۔

جنہوں نے گھروں میں بیٹھ کر لشکر کیلیے وردیاں سلائی کر کے دیں۔گھروں میں بیٹھ کر عورتوں نے کپڑے بنے، قالین بافی کی جسکے ذریعے ملک نے کافی زرمبادلہ کما کر اپنی معیشت کو مستحکم کیا۔یونہی اسلام یہ بھی نہیں کہتا کہ عورت کو کسی صورت گھر سے باہر نکلنے کی اجازت ہی نہیں۔ضرورت کے تحت وہ اسلامی پردے کے ساتھ نکل سکتی ہے جسکا تذکرہ کردیا گیا ہے۔

اگر لڑکیوں کے لیے علیحدہ سکول، کالجز اور یونیورسٹیز قائم کردی جائیں جہاں وہ اسلامی لباس کے ساتھ جائیں اور لیڈیز ٹیچرز کے سامنے بیٹھ کر تعلیم حاصل کریں تو اس میں اسلام کی رو سے ہرگز کوئی حرج نہیں جیسا کہ راقم الحروف کو سعودیہ میں یہ دیکھنے کا اتفاق ہوا کہ لڑکیاں مکمل اسلامی پردے میں ملبوس ہو کر جو ان کے سارے وجود کو چھپا لیتا ہے پیدل چلتے ہوئے یا کالج وین کے ذریعے کالج پہنچتی ہیں جہاں انہیں عورتیں ہی تعلیم دیتیں ہیں اور مردوں سے ان کا سامنا نہیں ہو پاتا اور اسی پردے میں واپس گھر آجاتیں ہیں۔سعودیہ، ایران، کویت، متحدہ عرب امارات میں یہی طریقہ رائج ہے۔

اسی طرح عورتوں کی مخصوص امراض اور بچے کی ولادت کے لیے مخصوص طبی مراکز میں صرف عورتوں ہی کو لیڈی ڈاکٹر یا نرس کی حیثیت سے کام کرنا چاہیے مردوں کا داخلہ وہاں نہیں ہونا چاہیے۔ایسے مراکز میں ملازم عورتیں بھی اسلامی پردے کے ساتھ گھر سے نکل سکتیں ہیں۔

لیکن اسلام یہ ہرگز برداشت نہیں کرتا کہ مسلمان عورتیں تعلیم اور ملازمت کے بہانے کالجوں، یونیورسٹیوں، دفتروں اور کارخانوں میں اجنبی مردوں کے ساتھ مل جل کر بیٹھیں۔ان کے ساتھ آزادانہ گھومیں پھریں، مسکراہٹوں کے تبادلے کریں اور چہک

چھک کر باتیں کرتیں پھریں۔ ورنہ یہ ہوگا کہ مرد اور عورت کے درمیان پائے جانے والی قدرتی صنفی کشش انہیں ایک دوسرے کے قریب کردے گی۔ جس سے وہ فتنے پیدا ہوں گے جن کا انجام ذلت ورسوائی اور پریشانی و پشیمانی کے سوا کچھ نہیں ہوگا۔ خصوصاً آج کے خطرناک دور میں جسے عالمگیر بے حیائی کا دور کہنا چاہیے جہاں ہر طرف ریڈیو اور ٹی، وی کے ذریعے نشر ہونے والے پیار بھرے نغمے لڑکے اور لڑکیوں کے صنفی احساسات بیدار کررہے ہیں۔ ٹیپ ریکارڈز کے ذریعے بجنے والے ہیجان خیز فلمی گیت مردوں اور عورتوں کی باہمی جنسی کشش میں اضافہ کررہے ہیں۔ فلمیں اور رسائل ایسے ایسے گندے اور حیاسوز مناظر دکھارہے ہیں جنہوں نے جنسی جذبات کو آگ لگادی ہے۔ ایسے میں لڑکوں لڑکیوں اور مردوں عورتوں کا باہمی آزادانہ اختلاط جو قیامت ڈھا سکتا ہے وہ آج کسی سے مخفی نہیں رہی۔ مغربی ممالک نے اس ناجائز آزادی کا جو نقصان اٹھایا ہے اس کی ایک جھلک برطانیہ کے ایک انگریز مصنف (جارج رائیلی اسکاٹ) کی کتاب تاریخ قحبہ گری (A History of prostituion) میں سے دکھائی جاتی ہے وہ لکھتا ہے

(۱) اب جوان لڑکیوں کے لیے بدچلنی بے باکی اور شوقیانہ اطوار فیشن میں داخل ہوگئے ہیں، سگریٹ پینا تلخ شرابیں استعمال کرنا، ہونٹوں پر سرخی لگانا، جنسیات اور منع حمل کے متعلق اپنی واقفیت کا اظہار کرنا، فحش لٹریچر پر گفتگو کرنا یہ سب چیزیں ان کے لیے فیشن بن گئی ہیں۔......

(۲) ایسی لڑکیوں اور عورتوں کی تعداد دن بدن بڑھتی جارہی ہے جو شادی سے پہلے مردوں سے جنسی تعلقات قائم کرلیتی ہیں اور وہ لڑکیاں اب شاذ و نادر کے حکم میں ہیں جو کلیسا کی قربان گاہ کے سامنے نکاح کا پیمان وفا باندھتے وقت صحیح معنوں میں دوشیزہ

ہوتیں ہیں۔

(۳) اب جوان لڑکیوں کے ذہن میں شادی اور باعصمت زندگی کا خیال آتا ہی نہیں۔ آزادانہ خوش وقتی جسے پہلے کبھی آوارہ مرد ڈھونڈا کرتے تھے آج ہر لڑکی اسکی جستجو میں لگی ہے۔ دوشیزگی اور بکارت (کنواری رہنا) کو ایک دقیانوسی چیز سمجھا جاتا ہے اور دور جدید کی لڑکی اسے ایک مصیبت خیال کرتی ہے۔ اسکے نزدیک زندگی کا لطف یہ ہے کہ عہد شباب میں لذت نفس کا جام خوب جی بھر کے پیا جائے۔ اس چیز کی تلاش میں وہ رقص خانوں، نائٹ کلبوں اور ہوٹلوں کے چکر لگاتی ہے۔ اور اسکے جو خطرناک نتائج ہیں ان سے وہ گھبراتی نہیں بلکہ ان کا والہانہ استقبال کرتی ہے۔ (انتہیٰ)

یہ عبارت پڑھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ فحاشی و بے حیائی کے جن اسباب و ذرائع کا ادراک بڑی خرابی کے بعد مغربی مفکرین نے آج کیا ہے اسلام نے ان اسباب اور ان کے خطرناک نتائج کی آج سے ساڑھے چودہ سو سال قبل تفصیل لکھ دی تھی۔

اللہ تعالیٰ نبی کریم ﷺ کی ازواج سے ارشاد فرماتا ہے:۔

يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِيْ فِيْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَّقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا. وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى (سورہ احزاب ۳۲ تا ۳۳)

ترجمہ:۔ اے نبی ﷺ کی بیویو! اگر تم اللہ سے ڈرتی رہو تو تم دوسری عورتوں کی طرح نہیں ہو۔ لہذا بات کرتے ہوئے تمہاری زبان میں نرمی نہ ہو کہ جس سے اس شخص کا جی للچانے لگے جسکے دل میں مرض ہے اور معقول بات کہا کرو اور اپنے گھروں میں ہی بیٹھی رہو اور جہالت کے پرانے دستور کے مطابق بناؤ سنگار نہ دکھاتی پھرو۔

اس آیت کا سادہ سا مفہوم یہ ہے کہ اے نبی ﷺ کی ازواج تم تمام مسلمان خواتین کی رہنما ہو تم امت کو عصمت وعفت کا اعلیٰ نمونہ قائم کر کے دکھاؤ، جب کسی اجنبی مرد سے گفتگو کرنا پڑھے تو سپاٹ لہجہ اختیار کرو، آواز میں نرمی نہ ہو، غیر مردوں سے ہنس ہنس کر باتیں نہ کرو، ایسا نہ ہو کہ دل میں ناپاک عزائم رکھنے والا کوئی بدکار انسان تم سے غلط امید وابستہ کر بیٹھے اور جسطرح ظہور اسلام سے قبل دور جہالت میں عورتیں بن سنور کر بازاروں میں گھوما کرتیں تھیں۔تم اس طرح مت باہر نکلو اور تم اپنے گھر میں جم کر بیٹھو۔ بلا سبب اور بلا مقصد تمہارا باہر نکلنا اللہ کو ہرگز پسند نہیں ۔اور اگر نکلنا ہی پڑے تو مکمل باپردہ نکلو۔نہ تمہارے سر کے بال ننگے ہوں کہ لوگوں کی نظریں تمہاری حسین زلفوں میں الجھ جائیں اور نہ لباس ہی ایسا پہنو کہ جسم کی نمائش ہو۔ورنہ معاشرے میں بے حیائی اور بدکاری پھیلے گی جو فتنوں کے دروازے کھول دے گی ۔اسکے بعد اللہ تعالی نے پردے کی یہ آیت نازل فرمائی۔

وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْئَلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ وَقُلُوْبِهِنَّ (سورہ احزاب،۵۳)

ترجمہ:اے مسلمانو! جب تم نبی ﷺ کی ازواج سے کوئی چیز مانگو تو پردے کے پیچھے سے مانگو۔اسطرح تمہارا دل بھی پاک رہے گا اور ان کا بھی۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ اجنبی مردوں اور عورتوں کو باہم گھل مل کر رہنا جائز نہیں بلکہ عورتوں کو مردوں سے پردہ کرنا چاہیے۔

اسلامی قانون اور تحفظ حقوق نسواں بل ۲۰۰۶ء کا ایک تقابلی جائزہ

اسلامی قانون: (حد زنا) (ا) غیر شادی شدہ زانی اور زانیہ کے لیے سو (۱۰۰) کوڑے کی سزا ہے (سورۃ النور:۲)

(ب) شادی شدہ زانی اور زانیہ کے لیے رجم یعنی سنگساری کی سزا ہے۔ (بخاری شریف، حدیث ۶،۸۱۷)

تحفظ نسواں بل ۲۰۰۶ء: (حد زنا میں ترمیم) زیادہ سے زیادہ پانچ سال کی قید ہوگی، یا ۱۰ ہزار روپے تک جرمانہ ہوگا۔ (ترمیم نمبر ۷، تعزیرات: ۴۹۶ب یہ ترمیم سراسر خلاف قرآن وسنت ہے)

اسلامی قانون: (حد زنا) ا۔ زنا بالجبر میں بھی، جبر کرنے والے کی سزا، اسلام میں، غیر شادی شدہ کیلئے سو (۱۰۰) کوڑے، جبکہ شادی شدہ کے لیے رجم ہے۔ ب۔ سو (۱۰۰) کوڑے اور جلا وطنی کے بعد، حضرت ابو بکرؓ نے زانی کو اسی عورت سے نکاح کا حکم دیا۔ (مؤطا امام مالک)

تحفظ نسواں بل ۲۰۰۶ء (حد زنا میں سزائے موت کا اضافہ) زنا بالجبر کی سزا، موت قرار دی گئی ہے (شق نمبر ۵) (تعزیرات پاکستان ۳۷۶) یہ ترمیم بھی خلاف اسلام ہے۔ آخر غیر شادی شدہ زانی کو، کس شرعی قانون کے تحت موت کی سزا دی جائے گی؟

اسلامی قانون: (حد قذف) تہمت زنا کی سزا ۸۰ کوڑے ہے۔ یہ قانون قذف ہے (سورۃ النور:۴)

تحفظ نسواں بل ۲۰۰۶ء: (حد قذف میں ترمیم) زیادہ سے زیادہ سے پانچ سال کی قید اور زیادہ سے زیادہ سے ۱۰ ہزار روپے جرمانہ ہوگا۔ (ترمیم نمبر ۴۹۶) یہ ترمیم بھی خلاف شریعت ہے۔

اسلامی قانون: (بلوغت کا معیار) اسلام میں بلوغت کا معیار، عمر نہیں، بلکہ جسمانی بلوغت ہے (صحیح بخاری، حدیث ۲،۴۷۰) لڑکی ۱۰ یا ۱۲ سال میں بھی بالغ ہوسکتی ہے۔

تحفظ نسواں بل ۲۰۰۶ء: (بلوغت کا معیار) لڑکی کی بلوغت کے لئے، ۱۶ سال کی عمر مقرر کی گئی۔ ۱۶ سال سے کم عمر لڑکی سے زنا، زنا بالجبر قرار دیا جائے گا (ترمیم نمبر) یہ ترمیم بھی خلاف شریعت ہے۔

اسلامی قانون: (حدود کی بجائے تعزیری سزائیں) ہر قسم کے زنا کی سزا، سو کوڑے ہیں یا رجم، چاہے وہ زنا بالرضا ہو یا بالجبر۔ البتہ زنا بالجبر میں، مظلوم عورت کو سزا نہیں دی جاتی۔

تحفظ نسواں بل ۲۰۰۶ء: (حدود کی بجائے تعزیری سزائیں) بعض صورتوں کو زنا بالجبر کا نام دے کر، ان کے لئے حدود کی بجائے تعزیری سزا مقرر کی گئی ہے۔ (ترمیم نمبر ۵)

اسلامی قانون: (اقدام زنا پر تعزیری سزاؤں کی منسوخی) زنا کے مبادیات پر بھی سزائیں دی جاتی ہیں۔ یعنی اگر زنا ثابت نہ ہو، لیکن غیر محرم سے خلوت بے لباسی، بوس و کنار اور دیگر فحش حرکات ثابت ہو جائیں تو جج تعزیری سزا دے سکتا ہے (یہ سزائیں ۱۹۷۹ء کے حدود آرڈیننس دفعہ ۲۰ میں شامل تھیں)

تحفظ نسواں بل ۲۰۰۶ء: (اقدام زنا پر تعزیری سزاؤں کی منسوخی) اب ایسی تمام تعزیری سزاؤں کو منسوخ کر دیا گیا ہے۔ اب بوس و کنار اور جسمانی اتصال پر کوئی سزا نہیں ہوگی۔ (دفعہ ۲۰ کو بل ۲۰۰۶ء میں منسوخ کر دیا گیا ہے۔)

اسلامی قانون: (اعتراف زنا پر حد) زنا کے ملزم کے اعتراف پر بھی، اس پر حد جاری کی جاتی ہے (۱) ماعز اسلمیؓ کے اعتراف پر رجم کیا گیا۔ (بخاری، کتاب المحاربین) (۲) غامدیہ کے اعتراف پر رجم کیا گیا (مسلم، کتاب الحدود)

(۳) رسول اللہ ﷺ نے بیوی کے اعتراف پر رجم کا حکم دیا۔ (بخاری، کتاب المحاربین، انیس بن ضحاک کا واقعہ)

تحفظ نسواں بل ۲۰۰۶ء: (اعتراف زنا پر حد) لعان کی صورت میں، زنا کے ملزم کے اعتراف پر، شرعی سزا کو بل سے خارج کر دیا گیا۔ (ترمیم نمبر ۲۵) یہ بھی قانون شریعت کے سراسر خلاف ہے۔

اسلامی قانون: (بیوی کے اعتراف زنا پر حد) اگر شوہر بیوی پر بدکاری کا الزام لگائے اور بیوی اس الزام کو تسلیم کر لے تو بیوی پر شرعی حد کی سزا قائم کی جائے۔ عہد نبوی ﷺ میں بیوی کے اقرار پر رجم کیا گیا۔ پہلے حدود آرڈیننس ۱۹۷۹ء دفعہ ۱۴ شق نمبر ۴ میں یہ سزا موجود تھی۔

تحفظ نسواں بل ۲۰۰۶ء: (بیوی کے اعتراف زنا پر حد) اب اس بل میں، اس کو ختم کر دیا گیا ہے۔ اب بیوی کے اعتراف زنا کے باوجود اسے سزا نہیں دی جا سکتی (ترمیم نمبر ۲۵) (ترمیم نمبر ۲۵) کیا عیسائیوں کی طرح اعتراف پر معافی کی گنجائش پیدا کی گئی ہے؟

اسلامی قانون: (الزام لگانے والے شوہر کی سزا) اگر کوئی شوہر اپنی بیوی پر بدکاری کا الزام لگائے تو میاں اور بیوی دونوں کے لیے ضروری ہوتا ہے کہ وہ لعان کی کاروائی مکمل کریں، جس کے بعد عدالت ان کے درمیان تفریق کر دیتی ہے۔ حدود آرڈیننس ۱۹۷۹ء میں، کاروائی معطل کرنے والے شوہر کیلیے قید کی سزا تھی۔

تحفظ نسواں بل ۲۰۰۶ء: (الزام لگانے والے شوہر کیلئے چھوٹ) شوہر بیوی پر الزام لگا سکتا ہے، اور لعان کی کاروائی کو لامحدود مدت کے لیے مؤخر کر سکتا ہے عدالت اسے کوئی سزا نہیں دے سکتی۔ اس طرح اب شوہر کو بیوی کو معلق رکھنے کا حق حاصل ہو گیا ہے۔ موجودہ بل میں مرد کی سزا کو منسوخ کر دیا گیا ہے۔ (ترمیم نمبر ۲۵)

اسلامی قانون: (معافی کے اختیارات نہیں) رسول اللہ ﷺ کو بھی شرعی سزاؤں میں معافی کا اختیار نہیں دیا گیا۔ محمد ﷺ کی بیٹی فاطمہؓ بھی چوری کرتی تو میں اس کا ہاتھ کاٹتا۔ (صحیح بخاری، حدیث ۶۲۹۰)۔۔۔ فاطمہ بنت اسود مخزومی کی چوری پر اس کا ہاتھ کاٹا گیا اور حضرت اسامہؓ جیسے صحابی کی سفارش بھی مسترد کر دی گئی (بخاری، حدیث ۶،۷۸۷)

تحفظ نسواں بل ۲۰۰۶ء: (معافی کے اختیارات) صوبائی حکومت اور صدر کو یہ اختیار دیا گیا ہے کہ وہ شرعی سزاؤں کو معاف کر دے۔ (ترمیم نمبر ۱۸) یہ بھی قانون شریعت کے خلاف ہے۔

اسلامی قانون: (گواہوں کی تعداد) اسلام میں زنا کے مقدمے میں چار (۴) مردوں کی چشم دید گواہی ہے، جس میں مستغیث بھی شامل ہے۔ (سورۃ النور :۱۳)

تحفظ نسواں بل ۲۰۰۶ء: (گواہوں کی تعداد میں اضافہ) موجودہ بل میں، زنا کے ثبوت کیلیے، چار (۴) کے بجائے پانچ (۵) گواہ مقرر کیے گئے ہیں۔ (مستغیث و چار گواہ) (ترمیم نمبر ۸) یہ بھی خلاف شریعت ہے۔

اسلامی قانون: (تضاد سے پاک) اسلامی قوانین ایک دوسرے سے متصادم نہیں ہوتے۔

تحفظ نسواں بل ۲۰۰۶ء: (قانونی تضادات) تحفظ نسواں بل ۲۰۰۶ء کے تحت، زنا کے

قوانین متصادم ہو گئے ہیں۔ ا۔اصل حدود آرڈیننس ۱۹۷۹ء کی دفعہ ۵ کے تحت، غیر شادی شدہ کے لیے سو(۱۰۰) کوڑے اور جلاوطنی ہے اور غیر شادی شدہ زانی کے لیے رجم کی سزا ہے۔(ب) ترمیم نمبر ۷ اور ۹ جدول کے تحت، غیر شادی شدہ کے زنا کی سزا ۵ سال قید کر دی گئی ہے (ج) ترمیم نمبر ۵ کے تحت، زنا بالجبر کی سزا، یا ۲۵ سال قید کر دی گئی ہے۔ زنا کی شرعی سزائیں، صرف نمائشی طور پر رکھی گئی ہیں۔ متوازی قوانین کی موجودگی میں، شرعی سزاؤں پر عمل ناممکن ہے۔

اسلامی قانون: (سب سے بڑا مسئلہ) اللہ اور رسولؐ کے قوانین کو تمام انسانی قوانین پر برتری حاصل ہے (المائدہ :۴۴، الحجرات:۱، النساء :۶۵ الاحزاب:۳۶) یہ دفعہ آرڈیننس ۱۹۷۹ء دفعہ نمبر ۳ میں بھی شامل ہے۔

تحفظ نسواں بل ۲۰۰۶ء: (ا) حد زنا دفعہ ۳ کو ترمیم نمبر کے ذریعے ختم کر کے، دیگر قوانین کو، حد زنا کے قوانین پر، برتری عطا کی گئی ہے (ب) حد قذف دفعہ ۱۹ کو، ترمیم نمبر ۲۸ سے ختم کر کے حد قذف پر برتری عطا کی گئی ہے۔ یہ رویہ اللہ سے جنگ کے مترادف ہے۔

یہ توبہ کا وقت ہے۔

اللہ کے نازل کردہ قوانین کے مطابق فیصلہ نہ کرنے والے کافر ہیں

مَنْ لَّمْ یَحْکُمْ بِمَا اَنْزَلَ اللّٰہُ فَاُولٰئِکَ ھُمُ الْکَافِرُوْنَ (المائدہ: ۴۴)

ترجمہ:۔ جو لوگ اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ قانون کے مطابق فیصلہ نہ کریں، وہ کافر ہیں۔

اختلافی معاملات میں رسول اللہ ﷺ کو قاضی نہ ماننے والے مومن نہیں ہو سکتے

فَلَا وَرَبِّکَ لَا یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی یُحَکِّمُوْکَ فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَھُمْ ثُمَّ لَا یَجِدُوْا فِیْ اَنْفُسِھِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَیْتَ وَیُسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا. (النساء: ۶۵)

ترجمہ:۔ نہیں اے محمدؐ! تمہارے رب کی قسم! یہ کبھی مومن نہیں ہو سکتے جب تک کہ اپنے باہمی اختلافات میں یہ تم کو حاکم یعنی فیصلہ کرنے والا نہ مان لیں، پھر جو کچھ تم فیصلہ کرو اس پر اپنے دلوں میں کوئی تنگی نہ محسوس کریں، بلکہ (رسولؐ کے فیصلے کو) سر بسر تسلیم کریں۔

اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کے فیصلے کے بعد، مومن کو اختیار باقی نہیں رہتا۔

وَمَا کَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَی اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗٓ اَمْرًا اَنْ یَّکُوْنَ لَھُمُ الْخِیَرَةُ مِنْ اَمْرِھِمْ .(الاحزاب: ۳۶)

ترجمہ:۔ جب اللہ اور اس کا رسول کوئی فیصلہ فرما دیں تو کسی مومن کو یہ حق نہیں ہے کہ اس معاملہ میں ان کا کوئی اختیار باقی رہے۔

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دُعا ہے کہ مولا کریم ہم سب کو پڑھنے، سمجھنے اور عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہِ سیّد المرسلین ﷺ۔

اغراض و مقاصد

★ قرآن وحدیث اور خلفائے راشدین کی روشنی میں توحید و رسالت اور دیگر بنیادی عقائد و اعمال سے روشناس کرنا۔

★ اطاعت الٰہی اور اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے عملی اقدام کرنا۔

★ معاشی، معاشرتی اور اخلاقی مسائل میں عوام کی راہنمائی کرنا۔

★ اشاعتِ اسلام اور اصلاحِ احوال کیلئے کتب و رسائل شائع کرنا نیز مراکز درس اور مجالسِ ذکر قائم کرنا۔

★ فحاشی، عریانی، بے راہ روی اور غیر اسلامی رسوم کے خلاف جہاد کرنا۔

★ سیاسی وابستگی سے بالاتر ہو کر نفاذ شریعت کیلئے بھرپور سعی کرنا۔

★ معاشرہ کے نادار طبقہ کی فلاح و بہبود کیلئے عملی اقدام کرنا۔

مجلسِ تعلیماتِ مجددیہ سیالکوٹ

نور آباد فتح گڑھ سیالکوٹ۔ فون: 052-3251719